وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور بولے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اُترے ہم پر
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا
فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو ف۱ بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں
كَبِیْرًا ﴿٢١﴾ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ
بڑی شرارت میں ف۲ جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ خوشخبری نہیں اُس دن گنہگاروں کو اور
یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
کہیں گے کہیں روک دی جائے کوئی آڑ ف۳ اور ہم پہنچے اُن کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے پھر ہم نے کر ڈالا اُسکو
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿٢٣﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ
خاک اُڑتی ہوئی ف۴ بہشت کے لوگوں کا اُس دن خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے
مَقِیْلًا ﴿٢٤﴾ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا ﴿٢٥﴾
جگہ دوپہر کے آرام کی ف۵ اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادل سے اور اُتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ف۶
اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ یَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ﴿٢٦﴾
بادشاہی اُس دن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے وہ دن منکروں پر مشکل ف۷
وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
اور جس دن کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسُول کے ساتھ
سَبِیْلًا ﴿٢٧﴾ یٰوَیْلَتٰى لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ
رستہ ف۸ اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست ف۹ اُس نے تو بہکا دیا مجھ کو
عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾
نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ف۱۰
وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾
اور کہا رسُول نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک ف۱۱



ف۱ یعنی جن کو یہ اُمید نہیں کہ ایک روز ہمارے رُوبرو حاضر ہو کر حساب کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بےفکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ محمد صلعم کی طرح ہم پر فرشتے وحی لیکر کیوں نہ اُترے۔ یا خدا تعالیٰ سامنے آکر ہم سے ہمکلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم از کم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے لئے آ جاتے یا خود خداوند رب العزت کو ہم دیکھتے کہ سامنے ہو کر تمہارے دعوے کی تائید و تصدیق کر رہا ہے کما فی موضع آخر "قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ" (انعام رکوع ۱۵) وفی سورۃ الاسراء "اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا" (اسراء رکوع ۱۰)

ف۲ یعنی انہوں نے اپنے دل میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے جو وحی اور فرشتوں کے آنے کی تمنا رکھتے ہیں شرارت و سرکشی کی حد ہو گئی کہ باوجود ایسی سیاہ کاریوں کے دنیا میں ان آنکھوں سے خداوند قدوس کو دیکھنے اور شرف ہمکلامی سے مشرف ہونے کا مطالبہ کریں۔

ف۳ یعنی گھبراؤ نہیں، ایک دن آنیوالا ہے جب فرشتے تم کو نظر پڑینگے لیکن اُنکے دیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہو گی، بلکہ سخت ہولناک مصائب کا سامنا ہو گا۔ حتیٰ کہ جو لوگ اِس وقت فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنیوالے ہیں اُس وقت "حِجْرًا مَّحْجُوْرًا"، کہہ کر پناہ طلب کرینگے، اور چاہینگے کہ اُنکے اور فرشتوں کے درمیان کوئی سخت روک قائم ہو جائے کہ وہ اُن تک نہ پہنچ سکیں لیکن خدا کا فیصلہ کب رُک سکتا ہے۔ فرشتے بھی "حِجْرًا مَّحْجُوْرًا" کہہ کر بتلا دینگے کہ آج مسرت و کامیابی ہمیشہ کے لئے تم سے روک دیگئی ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے یہ تذکرہ احتضار (موت) کے وقت کا ہو۔ کما قال تعالیٰ "وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ" (انفال۔ رکوع ۷)، وقال تعالیٰ "وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ" (انعام رکوع ۱۱) گویا یہ کیفیت اُسکے بالمقابل ہو گی۔ جو دوسری جگہ مومنین کی بیان ہوئی ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" (حٰم السجدہ۔ رکوع ۴) اور ممکن ہے یہاں قیامت کے دن کا ذکر ہو۔ واللّٰہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

ف۴ یعنی وہ ہم کو بلاتے تھے تو ہم بھی آ پہنچے، مگر اُنکی عزت بڑھانے کو نہیں، بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے زعم باطل کے موافق جو بھلے کام کئے تھے جن پر بڑا بھروسہ تھا انہیں ہم قطعاً ملیا میٹ کر دیں اور اس طرح بے حقیقت کر کے اُڑا دیں جیسے خاک کے حقیر ذرات ہوا میں اِدھر اُدھر اُڑ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعمال روح اخلاص و ایمان سے یکسر خالی یا طریق حق کے بالکل متضاد واقع ہوئے ہیں۔ قال تعالیٰ "مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ" (ابراھیم۔ رکوع ۳) وغیر ذٰلک من الآیات۔

ف۵ یعنی یہ لوگ تو اُس روز اس مصیبت میں گرفتار ہونگے اور جن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے وہ جنت میں خوب عیش و آرام کے مزے لوٹیں گے۔

ف۶ قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اُوپر سے بادل کی طرح کی ایک چیز اُترتی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہو گی۔ اُسے ہم چتر شاہی سے تعبیر کئے لیتے ہیں۔ شاید یہ وہی چیز ہو جسے ابو رزین کی حدیث میں "عماء" سے اور نسائی کی ایک روایت میں جو معراج سے متعلق ہے "غیابہ" سے تعبیر کیا ہے۔ واللّٰہ اعلم۔ اُسکے ساتھ بیشمار فرشتوں کا ہجوم ہو گا اور آسمانوں کے فرشتے اُس روز لگاتار مقام محشر کی طرف نزول فرمائینگے۔ دوسرے پارہ کے نصف کے قریب آیت "هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ الخ" میں بھی اِسی طرح کا مضمون گذر چکا ہے۔

ف۷ یعنی ظاہراً و باطناً صورۃً و معنیً من کل الوجوہ اکیلے رحمان کی بادشاہت ہو گی اور صرف اُسی کا حکم چلیگا۔ "لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" (مومن۔ رکوع ۲) پھر جب رحمان کی حکومت ہوئی تو جو مستحق رحمت ہیں اُن کے لئے رحمت کی کیا کمی، بے حساب رحمتوں سے نوازے جائینگے مگر باوجود ایسی لامحدود رحمت کے کافروں کے لئے وہ دن بڑی سخت مشکل اور مصیبت کا ہو گا ع کہ بازار چنداں کہ آگندہ تر۔ تہیدست را دل پراگندہ تر۔

ف۸ یعنی مارے حسرت و ندامت کے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس کریگا کہ میں نے کیوں دنیا میں رسُول خدا کا راستہ اختیار نہ کیا اور کیوں شیاطین الانس والجن کے بہکائے میں آ گیا جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

ف۹ یعنی جنکی دوستی اور اغواء سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی، اُس وقت پچھتائیگا کہ افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا۔ کاش میرے اور اُنکے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوئی ہوتی۔ (تنبیہ) مفسرین نے یہاں عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کا جو واقعہ نقل کیا ہے، کچھ ضرورت نہیں کہ آیت کے مدلول کو اُس پر مقصور کیا جائے۔ ہاں جو تقریر ہم نے کی ہے اس میں وہ بھی داخل ہے۔

ف۱۰ یعنی پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی۔ جو ہدایت کے لئے کافی تھی، اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کرے۔ مگر اس کمبخت کی دوستی نے تباہ کیا اور دل کو اُدھر متوجہ نہ ہونے دیا۔ بیشک شیطان بڑا دغاباز ہے آدمی کو عین وقت پر دھوکا دیتا اور بُری طرح رُسوا کرتا ہے۔

ف۱۱ یعنی ضدی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا، تب پیغمبر نے بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا میری قوم نہیں سنتی، انہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللّٰہ) بکواس قرار دیا ہے، جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں۔ تاکوئی شخص سُن اور سمجھ نہ سکے۔ اس طرح اِن اشقیاء نے قرآن جیسی قابل قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور کر چھوڑا ہے۔ (تنبیہ) آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اُس پر عمل کرنا

(معنی مذکور ۲۸۳)

**بقیہ فوائد صفحہ ۴۸۳** - اُس کی تلاوت نہ کرنا، اُس کی تصحیح قرارت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کرکے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجرانِ قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔ "فَنَسْاَلُ اللّٰہَ الْکَرِیْمَ الْمَنَّانَ الْقَادِرَ عَلٰی مَا یَشَاءُ اَنْ یُّخَلِّصَنَا مِمَّا یُسْخِطُہٗ وَیَسْتَعْمِلَنَا فِیْمَا یُرْضِیْہِ مِنْ حِفْظِ کِتَابِہٖ وَفَھْمِہٖ وَالْقِیَامِ بِمُقْتَضَاہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ عَلَی الْوَجْہِ الَّذِیْ یُحِبُّہٗ وَیَرْضَاہُ اِنَّہٗ کَرِیْمٌ وَّھَّابٌ"۔



وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا
اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہ گاروں میں سے ف۱ اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو
وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
اور مدد کرنے کو ف۲ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اُترا اُس پر قرآن سارا
وَّاحِدَةً ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَ
ایک جگہ ہو کر ف۳ اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اُس سے تیرا دل اور پڑھ سُنایا ہمنے اسکو ٹھہر ٹھہر کر ف۴ اور
لَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ
نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ کو ٹھیک بات اور اُس سے بہتر کھول کر ف۵ جو لوگ کہ
يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ
گھیر کر لائے جائینگے اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر دوزخ کی طرف اُنہی کا بُرا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں
سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾ ۧ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ
راہ سے ف۶ اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہمنے اُسکے ساتھ اُس کا بھائی ہارون
وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ ۚۖ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ
کام بٹانیوالا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ اُن لوگوں کے پاس جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو ف۷ پھر دے مارا ہم نے
تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ
اُن کو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ف۸ ہمنے اُنکو ڈبا دیا اور کیا اُن کو
لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ ۚۖ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۠
لوگوں کے حق میں نشانی، اور تیار کر رکھا ہے ہمنے گنہگاروں کے واسطے عذاب دردناک اور عاد کو اور ثمود کو
وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ
اور کنوئیں والوں کو ف۹ اور اُس کے بیچ میں بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے
الْاَمْثَالَ ؗ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ
مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے غارت کر کر ف۱۰ اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اُس بستی کے پاس جن پر

ع ۴ · ع ۱۴



**فوائد صفحہ ہذا** - **ف۱** جو نبی کی بات ماننے میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے ہیں۔

**ف۲** یعنی کافر پڑے بکا کریں، جس کو اللہ چاہیگا راہ پر لے آویگا یا یہ مطلب ہے کہ اللہ جس کو چاہیگا ہدایت کر دیگا اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہوگی اُن کے شر کے مقابلہ میں تیری مدد کریگا - یا یہ کہ حق تعالیٰ تیری مدد کر کے مقام مطلوب تک پہنچا دیگا۔ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو سکے گی۔

**ف۳** یعنی نبی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایسے ایسے اعتراض چھانٹتے ہیں کہ صاحب! دوسری کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اُتار اگیا، برسوں میں جو تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارا، کیا اللہ میاں کو کچھ سوچنا پڑتا تھا، اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ خود محمد صلعم سوچ سوچ کر بناتے ہیں۔ پھر موقع مناسب دیکھ کر تھوڑا تھوڑا سناتے رہتے ہیں۔

**ف۴** یعنی یہ کیا ضرور ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اُتارنا اس سبب سے ہو جو تم نے سمجھا - اگر غور کرو گے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعۃً نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا، سمجھنے میں سہولت رہی، کلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن مصالح وحِکَم کی رعایت اُس میں کی گئی تھی، لوگ موقع بہ موقع اُن کی تفاصیل پر مطلع ہوتے رہے - ہر آیت کی جداگانہ شانِ نزول کو دیکھ کر اُس کا صحیح مطلب متعین کرنے میں مدد ملی - ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا بروقت جواب ملتے رہنے سے پیغمبر اور مسلمانوں کے قلوب تسکین پاتے رہے - اور ہر آیت کے نزول پر گویا دعوئ اعجاز کی تجدید ہوتی رہی - اس سلسلہ میں جبریل کا بار بار آنا جانا ہوا جو ایک مستقل برکت تھی، وغیر ذٰلک من الفوائد - ان ہی میں سے بعض فوائد کی طرف یہاں اشارہ فرمایا ہے -

**ف۵** یعنی کفار جب کوئی اعتراض قرآن پر یا کوئی مثال آپ پر چسپاں کرتے ہیں تو قرآن اُس کے جواب میں ٹھیک ٹھیک بات بتلا دیتا ہے جس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں ہوتا - بلکہ صاف واضح، معتدل اور بے غل وغش بات ہوتی ہے ہاں جنکی عقل اوندھی ہوگئی ہو وہ سیدھی اور صاف بات کو بھی ٹیڑھی سمجھیں، یہ الگ چیز ہے، ایسوں کا انجام اگلی آیت میں بیان فرمایا -

**ف۶** یہ وہی لوگ ہیں جنکی عقل اوندھی ہوگئی اور علویات کو چھوڑ کر سفلی خواہشات پر جُھک پڑے - آگے ایسی چند اقوام کا جو حشر ہوا عبرت کے لئے اُس کو بیان فرماتے ہیں -

**ف۷** یعنی آیات تکوینیہ کو جو اللہ کی توحید وغیرہ پر دال ہیں اور انبیائے سابقین کے متفقہ بیانات کو جن کا تھوڑا بہت چرچا پہلے سے چلا آتا تھا، جھٹلا کر خدائی کے دعوے کرنے لگے تھے -

**ف۸** ایک پیغمبر کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے - کیونکہ اصول دین میں سب انبیاء متحد ہیں - **ف۹** "اصحاب الرس" (کنوئیں والے) کون تھے؟ اس میں سخت اختلاف ہوا ہے۔ "روح المعانی" میں بہت سے اقوال نقل کر کے لکھا ہے۔ "وَالْمُلَخَّصُ الْاَقْوَالِ اَنَّھُمْ قَوْمٌ اَھْلَکَھُمُ اللّٰہُ بِتَکْذِیْبِ مَنْ اُرْسِلَ اِلَیْھِمْ"، (یعنی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کوئی قوم تھی جو اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک ہوئی) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ایک اُمت نے اپنے رسول کو کنوئیں میں بند کیا پھر اُن پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا" **ف۱۰** یعنی پہلے سب کو اچھی طرح سمجھایا، جب کسی طرح نہ مانا تو تختہ اُلٹ دیا۔

ف۱ یعنی قوم لُوط کی بستیاں جن کے کھنڈرات پر سے مکّہ والے "شام" کے سفر میں گذرتے تھے۔ ف۲ یعنی کیا اُن کے کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا۔

ف۳ یعنی عبرت کہاں سے ہوتی جب اُنکے نزدیک یہ احتمال ہی نہیں کہ مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنا اور خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ عبرت تو وہ ہی حاصل کرتا ہے جسکے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو اور انجام کی طرف سے بالکل بے فکر نہ ہو۔ ف۴ یعنی بجائے عبرت حاصل کرنے کے اُن کا مشغلہ تو یہ ہے کہ پیغمبر سے ٹھٹھا کیا کریں۔ چنانچہ آپ کو دیکھ کر استہزاءً کہتے ہیں کہ کیا یہ ہی بزرگ ہیں جن کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے؟ بھلا یہ حیثیت اور منصبِ رسالت؟ کیا ساری خدائی میں سے یہ ہی اکیلے رسُول بننے کے لئے رہ گئے تھے؟ آخر کوئی بات تو ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اِن کی تقریر جادُو کا اثر رکھتی ہے۔ قوتِ فصاحت اور زورِ تقریر سے رنگ تو ایسا جمایا تھا کہ بڑے بڑوں کے قدم پھسل گئے ہوتے۔ قریب تھا کہ اس کی باتیں ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیتیں۔ وہ تو ہم پکّے ہی ایسے تھے کہ برابر جمے رہے اور اُنکی کسی بات کا اثر قبول نہ کیا۔ ورنہ یہ ہم سب کو کبھی کا گمراہ کر کے چھوڑتے (العیاذ باللہ)

ف۵ یعنی عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھیں گے تب ان کو پتہ لگیگا کہ واقع میں کون گمراہی پر تھا۔

ف۶ یعنی آپ ایسے ہوا پرستوں کو راہ ہدایت پر لے آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں جن کا معبود ہی محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئی۔ اُدھر ہی جھک پڑے جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی، جو مخالف ہوئی رُد کر دی۔ آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا اُسے پوجنے لگے کل دوسرا اُس سے خوبصورت مل گیا پہلے کو چھوڑ کر اُس کے آگے سر جُھکا دیا۔

ف۷ یعنی کیسی ہی نصیحتیں سنائیے، یہ تو چوپائے جانور ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر، انہیں سُننے یا سمجھنے سے کیا واسطہ۔ چوپائے تو بہرحال اپنے پرورش کرنیوالے مالک کے سامنے گردن جُھکا دیتے ہیں۔ اپنے محسن کو پہچانتے ہیں، نافع و مضر کی کچھ شناخت رکھتے ہیں۔ کھُلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں، لیکن اِن بدبختوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق و رازق کا حق پہچانا نہ اُس کے احسانات کو سمجھا۔ نہ بھلے بُرے کی تمیز کی، نہ دوست دشمن میں فرق کیا، نہ غذائے روحانی اور چشمۂ ہدایت کی طرف قدم اُٹھایا۔ بلکہ اُس سے کوسوں دُور بھاگے اور جو قوتیں خدا تعالیٰ نے عطا کی تھیں اُن کو معطل کئے رکھا بلکہ بے موقع صرف کیا۔ اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیتے تو اس کارخانہ قدرت میں بیشمار نشانیاں موجود تھیں جو نہایت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ اور اصُول دین کی صداقت و حقانیت کی طرف رہبری کر رہی ہیں جن میں سے بعض نشانوں کا ذکر آئندہ آیات میں کیا گیا ہے۔

ف۸ صبح سے طلوعِ شمس تک سب جگہ سایہ رہتا ہے اگر حق تعالیٰ سُورج کو طلوع نہ ہونے دیتا تو یہ ہی سایہ قائم رہتا، مگر اُس نے اپنی قدرت سے سُورج نکالا جس سے دُھوپ پھیلنی شروع ہوئی اور سایہ بتدریج ایک طرف کو سمٹنے لگا۔ اگر دھوپ نہ آتی تو سایہ کو ہم سمجھ بھی نہ سکتے۔ کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی جاتی ہے۔ "قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ" (قصص۔ رکوع ۷) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اوّل ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سُورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا جاتا ہے جب تک کہ جڑ میں آ لگے۔ اپنی طرف کھینچ لیا" کا یہ مطلب ہے کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللہ ہے" (موضح القرآن) پھر زوال کے بعد سے ایک طرف سے دُھوپ ہٹنا شروع ہوتی ہے اور دوسری طرف سایہ لمبا ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ آخر نہار میں دُھوپ غائب ہو جاتی ہے۔ یہ ہی مثال دنیا کی ہستی کی سمجھو۔ اوّل عدم تھا، پھر نُورِ وجود آیا، پھر آخر کار کتم عدم میں چلی جائے گی۔ اور اسی جسمانی نور و ظل کے سلسلہ پر روحانی نور و ظلمت کو قیاس کر لو۔ اگر کفر و عصیان اور جہل و طغیان کی ظلمات میں آفتاب نبوۃ کی روشنی اللہ تعالیٰ نہ بھیجتا تو کسی کو معرفت صحیحہ کا راستہ ہاتھ نہ آتا۔

ف۹ یعنی رات کی تاریکی چادر کی طرح سب پر محیط ہو جاتی ہے جس میں لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں، پھر دن کا اُجالا ہوتا ہے تو نیند سے اُٹھ کر ادھر اُدھر چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اِسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئیگی جس میں سارا جہان دوبارہ اُٹھ کھڑا ہوگا اور یہ ہی حالت اُس وقت پیش آتی ہے جب انبیاء علیہم السلام وحی و الہام کی روشنی سے دنیا میں اُجالا کرتے ہیں، تو جہل و غفلت کی نیند سے سوئی ہوئی مخلوق ایک دم آنکھیں مَل کر اُٹھ بیٹھتی ہے۔



أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ

برسا بُرا برساؤ ف۱ کیا دیکھتے نہ تھے اُس کو ف۲ نہیں پر اُمید نہیں رکھتے

نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي

جی اُٹھنے کی ف۳ اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں اُن کو تجھ سے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے جس کو

بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا

بھیجا اللہ نے پیغام دیکر یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾

اُن پر ف۴ اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے ف۵

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ

بھلا دیکھ تو اُس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اُس کا ذمہ ف۶ یا

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ

تو خیال رکھتا ہے کہ بہت سے اُن میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایوں کے

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ

بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے ف۷ تو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو اور اگر چاہتا

لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ

تو اُس کو ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے مقرر کیا سُورج کو اُس کا راہ بتلانے والا پھر کھینچ لیا ہم نے اُس کو

إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ

اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف۸ اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو

سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا

آرام اور دن کو بنا دیا اُٹھ نکلنے کے لئے ف۹ اور وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْيِيَ بِهِ

لانے والیاں اُسکی رحمت سے آگے اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کر دیں اُس سے

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ

مرے ہوئے دیس کو اور پلائیں اُس کو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو ف۱ اور طرح طرح سے

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ

تقسیم کیا ہم نے اُس کو اُنکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے بہت لوگ بدون ناشکری کیے ف۲ اور اگر

شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿٥١﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

ہم چاہتے تو اٹھاتے ہر بستی میں کوئی ڈرانیوالا سو تو کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر اُن کا

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

اسکے ساتھ بڑے زور سے ف۳ اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا

وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ

اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا اُن دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی ف۴ اور وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ

جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اُس کے لئے جَد اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ

قَدِيْرًا ﴿٥٤﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ

کر سکتا ہے اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے اُن کا نہ بُرا اور ہے

الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿٥٥﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٥٦﴾

کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا ف۵ اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لئے

قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ

تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف

سَبِيْلًا ﴿٥٧﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَي الْـحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى

راہ ف۶ اور بھروسہ کر اُوپر اُس زندہ کے جو نہیں مرتا ف۷ اور یاد کر اُس کی خوبیاں اور وہ کافی

ع بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَۨا ﴿٥٨﴾ ۚ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ف۸ جس نے بنائے آسمان اور زمین



ف۱ یعنی اوّل برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنیوالا ہے۔ پانی پڑتے ہی مُردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں جہاں خاک اُڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار نظر آتا ہے۔ اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن ایک غیبی بارش کے ذریعہ مُردہ جسموں کو جو خاک میں مل چکے تھے زندہ کر دیا جائیگا اور دنیا میں بھی اسی طرح جو دل جہل وعصیان کی موت سے مر چکے تھے، وحی الٰہی کی آسمانی بارش اُن کو زندہ کر دیتی ہے جو روحیں پلیدی میں پھنس گئی تھیں، روحانی بارش کے پانی سے دُھل کر پاک صاف ہو جاتی ہیں اور معرفت ووصول الی اللہ کی پیاس رکھنے والے اسی کو پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ ف۲ یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا۔ بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ، کہیں جلد کہیں بدیر، جس طرح اللہ کی حکمت مقتضی ہو پہنچتا رہتا ہے۔ تا لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر مختار وحکیم کے ہاتھ میں ہے لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمت الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اُلٹے کفر اور ناشکری پر اُتر آتے ہیں۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا ہے کہ جس کو اپنی استعداد اور ظرف کے موافق جتنا حصّہ ملنا تھا مل گیا اور بہت سے اس نعمت عظمٰی کا کفران ہی کرتے رہے۔ ف۳ یعنی نبی کا آنا تعجب کی چیز نہیں اللہ چاہے تو اب بھی نبیوں کی کثرت کر دے کہ ہر بستی میں علیحدہ نبی ہو۔ مگر اُس کو منظور یہی ہوا کہ اب آخر میں سارے جہان کے لئے اکیلے محمّد رسول اللہ صلعم کو نبی بنا کر بھیجے۔ سو آپ کافروں کے احمقانہ طعن وتشنیع اور سفیہانہ نکتہ چینیوں کی طرف التفات نہ فرمائیں۔ اپنا کام پوری قوت اور جوش سے انجام دیتے رہیں اور قرآن ہاتھ میں لیکر ان منکرین کا مقابلہ زور وشور کے ساتھ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرنے والا ہے۔

ف۴ بیان القرآن میں دو معتبر بنگالی علماء کی شہادت نقل کی ہے کہ "ارکان" سے "چاٹگام" تک دریا کی شان یہ ہے کہ اُس کی دو جانبیں بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں، ایک کا پانی سفید ہے، ایک کا سیاہ، سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے کشتی سفید میں چلتی ہے اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے جو دونوں کا ملتقیٰ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا۔ اھ۔ اور مجھ سے "باریسال" کے بعض طلبہ نے بیان کیا کہ ضلع "باریسال" میں دو ندیاں ہیں جو ایک ہی دریا سے نکلی ہیں۔ ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا، اور ایک کا نہایت شیریں اور لذیذ ہے۔ یہاں گجرات میں راقم الحروف جس جگہ آجکل مقیم ہے (ڈابھیل سملک ضلع سورت) سمندر تقریبًا دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ادھر کی ندیوں میں برابر مدّ وجزر (جوار بھاٹا) ہوتا رہتا ہے۔ بکثرت ثقات نے بیان کیا کہ مدّ کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اُس وقت بھی دونوں پانی مختلط نہیں ہوتے۔ اُوپر کھاری رہتا ہے، نیچے میٹھا، جزر کے وقت اُوپر سے کھاری اُتر جاتا اور میٹھا جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے واللہ اعلم۔ اِن شواہد کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ کھاری اور میٹھے دونوں دریاؤں کے پانی کہیں نہ کہیں مل جانے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریا الگ الگ اپنے اپنے مجریٰ میں چلائے اور دونوں کے بیچ میں بہت جگہ زمین حائل کر دی، اس طرح آزاد نہ چھوڑا کہ دونوں زور لگا کر درمیان سے زمین کو ہٹا دیتے اور اِس کی ہستی کو تباہ کر دیتے، پھر دونوں میں ہر ایک کا جو مزہ ہے وہ اُسی کے لئے لازم ہے۔ یہ نہیں کہ میٹھا دریا کھاری یا کھاری میٹھا بن جائے۔ گویا باعتبار اوصاف کے ہر ایک دوسرے سے بالکل الگ رہنا چاہتا ہے۔ وقیل غیر ذالک۔ والراجح عندی ہو الاوّل۔ واللہ اعلم۔

ف۵ دیکھ لو! کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے ایک قطرۂ آب کو عاقل و کامل آدمی بنا دیا۔ پھر آگے اُس سے نسلیں چلائیں اور دامادی اور سُسرال کے تعلقات قائم کئے۔ ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا۔ اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ لیکن یہ حضرت تھوڑی ہی دیر میں اپنی اصل کو بھول گئے اور اُس ربّ قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو خدا کہنے لگے۔ اپنے پروردگار کا حق تو کیا پہچانتے اُس سے منہ موڑ کر اور پیٹھ پھیر کر شیطان کی فوج میں جا شامل ہوئے۔ تا اغواء واضلال کے مشن میں اُس کی مدد کریں اور مخلوق کو گمراہ کرنے میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ف۶ یعنی آپ کا کام خدا تعالیٰ کی وفاداری پر بشارات سنانا اور غداروں کو خراب نتائج وعواقب سے آگاہ کر دینا ہے۔ آگے کوئی مانے یا نہ مانے، آپ کو کچھ نقصان نہیں۔ آپ اِن سے کچھ فیس یا مزدوری تھوڑی طلب کر رہے تھے کہ اِن کے نہ ماننے سے اُسکے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ آپ تو اِن سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی چاہے خدا کی توفیق پا کر اپنے رب کا راستہ پکڑے۔ اسی کو چاہو فیس کہہ لو یا مزدوری۔ ف۷ یعنی آپ تنہا خدا پر بھروسہ کر کے اپنا فرض (تبلیغ ودعوت وغیرہ) ادا کئے جائیے۔ کسی کی مخالفت یا موافقت کی پروا نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا۔ سہارا تو اسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔ ف۸ یعنی اُسی پر توکل رکھیے اور اسی کی عبادت اور حمد وثنا کرتے رہیئے۔ اِن مجرموں سے وہ خود نبٹ لے گا۔

ف اس کابیان سورۂ اعراف میں گذر چکا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی شانوں اور رحمتوں کو کسی جاننے والے سے پوچھو۔ یہ جاہل مشرک اُسے کیا جانیں "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" اپنی شئون وکمالات کا پوری طرح جاننے والا تو خدا ہی ہے: "اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ"، لیکن مخلوق میں سب سے بڑے جاننے والے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں جن کی ذات گرامی میں حق تعالیٰ نے اولین وآخرین کے تمام علوم جمع کر دیے، خدا تعالیٰ کی شانوں کو کوئی اُن سے پوچھے۔ ف۳ یعنی یہ جاہل مشرک رحمان کی عظمتِ شان کو کیا سمجھ سکتے ہیں جن کو اس نام سے بھی چڑ ہے۔ جب یہ نام سنتے ہیں تو انتہائی جہل یا بیحیائی اور تعنّت سے ناواقف بن کر کہتے ہیں کہ رحمان کون ہے جس کو ہم سے سجدہ کراتا ہے کیا محض تیرے کہدینے سے ایسی بات مان لیں؟ بس تم نے ایک نام لے دیا اور ہم سجدہ میں گر پڑے غرض جس قدر انہیں رحمان کی اطاعت وانقیاد کی طرف توجہ دلائے اُسی قدر زیادہ بدکتے اور بھاگتے ہیں۔

وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ

اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر ف۱ وہ بڑی رحمت والا ہے سو پوچھ

بِهٖ خَبِیْرًا (۵۹) وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ

اُس سے جو اُسکی خبر رکھتا ہو ف۲ اور جب کہیے اُن سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے

اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا (۶۰) تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ

السجدة

کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے اُن کا بدکنا ف۳ بڑی برکت ہے اُسکی جس نے بنائے آسمان میں

بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا (۶۱) وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ

بُرج ف۴ اور رکھا اس میں چراغ ف۵ اور چاند اُجالا کرنے والا اور وہی ہے جس نے بنائے

الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (۶۲) وَ

رات اور دن بدلتے سدلتے ف۶ اس شخص کے واسطے کہ چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف۷ اور

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ

بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف۸ اور جب بات کرنے لگیں

الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (۶۳) وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (۶۴)

اُن سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت ف۹ اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور کھڑے ف۱۰

وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اُس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا (۶۵) اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (۶۶) وَالَّذِیْنَ اِذَآ

چمٹنے والا ہے وہ بُری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بُری جگہ رہنے کی ف۱۱ اور وہ لوگ کہ جب

اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (۶۷) وَ

خرچ کرنے لگیں نہ بے جا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران ف۱۲ اور

الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ

وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو



ف۴ یعنی بڑے بڑے ستارے، یا آسمانی قلعے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ یا ممکن ہے سُورج کی بارہ منزلیں مُراد ہوں جو اہل ہیئت نے بیان کی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آسمان کے بارہ حصّے، اُن کا نام بُرج، ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدّیں رکھی ہیں حساب کو۔ (موضح)

ف۵ یعنی سُورج، شاید نور وحرارت کے جمع ہونے اور صفت احراق رکھنے کی وجہ سے اس کو چراغ فرمایا۔ "وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا" (نوح - رکوع ۱)

ف۶ گھٹنے بڑھنے یا آنے جانے کو بدلنا سدلنا فرمایا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک کو دوسرے کا بدل بنایا ہے۔ مثلاً دن کا کام رہ گیا، رات کو کر لیا، رات کا وظیفہ رہ گیا، دن میں پورا کر دیا۔ کما ورد فی الحدیث۔

ف۷ یعنی چاند سُورج وغیرہ کا اُلٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل اِس لئے ہے کہ اُس میں دھیان کر کے لوگ خداوند قدیر کی معرفت کا سُراغ لگائیں کہ یہ سب تصرفات وتقلبات عظیمہ اُسی کے دستِ قدرت کی کارسازیاں ہیں۔ اور رات دن کے فوائد وانعامات کو دیکھ اُس کی شکرگذاری کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ رحمٰن کے مخلص بندے جن کا ذکر آگے آتا ہے، ایسا ہی کرتے ہیں۔

ف۸ یعنی مشرکین کی طرح رحمان کا نام سُن کر ناک بھوّیں نہیں چڑھاتے بلکہ ہر فعل وقول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اُن کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ ریا وتصنع سے بیماروں کی طرح قدم اُٹھاتے ہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی جو رفتار احادیث میں منقول ہے، اس کی تائید نہیں کرتی۔

ف۹ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو وصفح سے دیتے ہیں۔ جب کوئی جہالت کی گفتگو کرے تو ملائم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ ایسوں سے مُنہ نہیں لگتے۔ نہ اُن میں شامل ہوں نہ اُن سے لڑیں۔ اُن کا شیوہ وہ نہیں جو جاہلیت میں کسی نے کہا تھا ؎

اَلَا لَا یَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَیْنَا . فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِیْنَا

یہ تو رحمان کے اُن مخلص بندوں کا دن تھا، آگے رات کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔

ف۱۰ یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں، یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گذارتے ہیں۔ رکوع چونکہ قیام وسجود کے درمیان واقع ہے، شاید اسی لئے اُس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ گویا ان ہی دونوں کے بیچ میں آ گیا۔ ف۱۱ یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر خدا کے عذاب وقہر سے بے فکر ہو گئے۔ ف۱۲ یعنی موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ نہ مال کی محبت نہ اُس کی اضاعت۔ کما قال تعالیٰ "وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ" (بنی اسرائیل - رکوع ۳)

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾

منع کردی اللہ نے مگر جہاں چاہیئے ف۱ اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۲

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ

دونا ہوگا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہیگا اُس میں خوار ہو کر ف۳ مگر جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۴ اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ

اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۵ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں ف۶ اور جب گذرتے ہیں کھیل کی

مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا

باتوں پر نکلجائیں بزرگانہ ف۷ اور وہ لوگ کہ جب اُن کو سمجھایئے اُن کے رب کی باتیں نہ پڑیں اُن پر

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

بہرے اندھے ہو کر ف۸ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک ف۹ اور کر ہم کو پرہیز گاروں کا پیشوا ف۱۰ اُن کو

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾

بدلہ ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئینگے اُن کو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۱۱

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

سدا رہا کریں اُن میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی ف۱۲ تو کہہ پروا نہیں رکھتا میرا

رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾

رب تمہارا اگر تم اُس کو نہ پکارا کرو ف۱۳ سو تم تو جھٹلا چکے اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ ف۱۴

ع ٦ / ١٧ / ٤



ف۱ مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا، یا بدکاری کی سزا میں زانی محصن کو سنگسار کرنا، یا جو شخص دین چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے اُس کو مار ڈالنا، یہ سب صورتیں "اِلَّا بِالْحَقِّ" میں شامل ہیں۔ کما ورد فی الحدیث۔

ف۲ یعنی بڑا سخت گناہ کیا جس کی سزا مل کر رہیگی بعض روایات میں آیا کہ "آثام" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں بہت ہی ہولناک عذاب بیان کئے گئے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

ف۳ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔ عذاب بھی ان پر بڑا ہوگا اور دم بدم بڑھتا رہیگا۔

ف۴ یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ یا یہ کہ بدیوں کو مٹا کر توبہ اور عمل صالح کی برکت سے اُن کی تعداد کے مناسب نیکیاں ثبت فرمائیگا۔ کما یظہر من بعض الاحادیث۔

ف۵ پہلے ذکر تھا کافر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لے آیا۔ یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا۔ وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے بُرے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پائے معلوم ہوا کہ سورۂ نساء میں جو فرمایا "وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا" (نساء رکوع ۱۳) وہ غیر تائب کے حق میں ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۶ یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی شہادت دیں۔ نہ باطل کاموں، اور گناہ کی مجلسوں میں حاضر ہوں۔

ف۷ حضرت شاہ صاحب رحؒ لکھتے ہیں "یعنی گناہ میں شامل نہیں، اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اِس میں شامل نہ اُن سے لڑیں۔"

ف۸ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سُنیں اور سُن کر متاثر ہوں مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں۔

ف۹ یعنی بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو۔ اور ظاہر ہے مومن کامل کا دل اُسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنے اہل و عیال کو طاعت الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے۔ دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں۔

ف۱۰ یعنی ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتدار کر کے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ کہ ہم نہ صرف بذاتِ خود مہتدی، بلکہ دوسروں کے لئے ہادی ہوں۔ اور ہمارا خاندان تقویٰ و طہارت میں ہماری پیروی کرے۔

ف۱۱ یعنی جنت میں اُوپر کے درجے ملینگے اور فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے اُنکا استقبال کرینگے اور آپس کی ملاقاتوں میں یہ ہی کلمات سلام و دعا اُنکی تکریم و عزت افزائی کے لئے استعمال ہونگے۔

ف۱۲ یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے اُن کا تو وہ گھر ہوگا۔

ف۱۳ یعنی تمہارے نفع نقصان کی باتیں سمجھا دیں۔ بندہ کو چاہیئے مغرور اور بیباک نہ ہو، خدا کو اُسکی کیا پروا، ہاں اُسکی التجا پر رحم کرتا ہے، نہ التجا کروگے اور بڑے بنے رہوگے تو مٹھ بھیڑ کے لئے تیار ہو جاؤ جو عنقریب ہونیوالی ہے۔

ف۱۴ یعنی کافر جو حق کو جھٹلا چکے۔ یہ تکذیب عنقریب اُنکے گلے کا ہار بنیگی اسکی سزا سے کسی طرح چھٹکارا نہ ہوگا۔ آخرت کی ابدی ہلاکت تو ہے ہی دنیا میں بھی اب جلد مٹھ بھیڑ ہونیوالی ہے یعنی لڑائی جہاد۔ چنانچہ غزوۂ "بدر" میں اُس مٹھ بھیڑ کا نتیجہ دیکھ لیا۔ تم سورۃ الفرقان وللہ الحمد والمنہ۔

سُوۡرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسَبۡعٌ وَّعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوۡعًا
سورۂ شعراء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا
یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ف۱ شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ
يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳﴾ اِنۡ نَّشَاۡ نُنَزِّلۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتۡ
وہ یقین نہیں کرتے ف۲ اگر ہم چاہیں اتاریں اُن پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں
اَعۡنَاقُهُمۡ لَهَا خٰضِعِيۡنَ ﴿۴﴾ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ ذِكۡرٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ
اُن کی گردنیں اُس کے آگے نیچی ف۳ اور نہیں پہنچتی اُن کے پاس کوئی نصیحت رحمٰن سے
مُحۡدَثٍ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهُ مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۵﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا فَسَيَاۡتِيۡهِمۡ اَنۢبٰٓؤُا
نئی جس سے منہ نہیں موڑتے ف۴ سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچیگی اُن پر حقیقت
مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الۡاَرۡضِ كَمۡ اَنۢۡبَتۡنَا فِيۡهَا
اُس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۵ کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اُگائیں ہم نے
مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ
اُس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے اور اُن میں بہت لوگ نہیں
مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۹﴾ وَاِذۡ نَادٰى رَبُّكَ
ماننے والے ف۶ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف۷ اور جب پکارا تیرے رب نے
مُوۡسٰٓى اَنِ ائۡتِ الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰﴾ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوۡنَ ﴿۱۱﴾
موسیٰ کو کہ جا اُس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں ف۸
قَالَ رَبِّ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يُّكَذِّبُوۡنِ ﴿۱۲﴾ ؕ وَيَضِيۡقُ صَدۡرِىۡ وَ
بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے میرا جی اور

ف۱ یعنی اس کتاب کا اعجاز کھلا ہوا ہے۔ احکام واضح ہیں اور حق کو باطل سے الگ کرنیوالی ہے۔

ف۲ یعنی اِن بدبختوں کے غم میں اپنے کو اس قدر گُھلانے کی ضرورت نہیں کیا ان کے پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کر کے رہیں گے دِلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے۔

ف۳ یعنی یہ دنیا ابتلاء کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے۔ اسی لئے حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر لیا جائے۔ ورنہ خدا چاہتا تو کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلاتا کہ اُس کے آگے زبردستی سب کی گردنیں جُھک جاتیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو بھی انکار و انحراف کی قدرت باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تو نہیں کیا، ہاں وہ نشان بھیجے جنہیں دیکھ کر آدمی حق کو سمجھنا چاہے تو باسانی سمجھ سکے۔ اور کبھی کبھی مغلوب ہو کر گردن جھکانے سے مفر بھی نہ ملے۔

ف۴ یعنی آپ جن کے غم میں پڑے ہیں اُن کی حالت یہ ہے کہ رحمٰن اپنی رحمت و شفقت سے جب اُن کی بھلائی کے لئے کوئی پند و نصیحت بھیجتا ہے یہ اُدھر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ منہ پھیر کر بھاگتے ہیں گویا کوئی بہت بُری چیز سامنے آگئی۔

ف۵ یعنی صرف معمولی اعراض ہی نہیں۔ تکذیب و استہزاء بھی ہے سو عنقریب دنیا اور آخرت میں اپنی کرتوت کی سزا بھگتیں گے۔ تب اُس چیز کی حقیقت کُھلے گی جس کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔

ف۶ یعنی یہ مکذبین اگر ایک پیش پا افتادہ زمین ہی کے احوال میں غور کرتے تو مبدأ و معاد کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی ہو سکتی تھی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اسی کرکری اور حقیر مٹی سے کیسے عجیب و غریب رنگ برنگ پھول پھل اور قسم قسم کے غلے اور میوے ایک مضبوط نظام تکوین کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ کسی لامحدود قدرت و حکمت رکھنے والے صانع نے اس پُر رونق چمن کی گلکاریاں کی ہیں جس کے قبضہ میں وجود کی باگ ہے اور وہ ہی جب چاہے اُسے ویران کر سکتا اور ویرانی کے بعد دوبارہ آباد کر سکتا ہے۔ پھر ان آیات تکوینیہ کو سمجھ لینے کے بعد آیات تنزیلیہ کی تصدیق میں کیا اشکال رہ جاتا ہے۔ ہاں ماننا ہی منظور نہ ہو تو الگ بات ہے۔

ف۷ یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ نہ ماننے پر فوراً عذاب بھیج سکتا تھا، مگر رحم کھا کر تاخیر کرتا ہے کہ ممکن ہے اب بھی مان لیں۔ آگے عبرت کے لئے مکذبین کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ خدا نے اُن کو کہاں تک ڈھیل دی، جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کیسے تباہ و برباد کیا۔ اُن میں پہلا قصّہ قوم فرعون کا ہے جو پیشتر سورۂ "اعراف" اور سورۂ "طٰہٰ" وغیرہ میں بالتفصیل گذر چکا۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔

ف۸ تم جا کر اُنہیں خدا کے غصّہ سے ڈراؤ۔

ف۱ یعنی پوری بات سننے سے پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دینگے اور مجلس میں کوئی تائید کرنیوالا نہ ہوگا۔ ممکن ہے اُس وقت ملول و حزین ہو کر طبیعت رُک جائے، دل نہ کھُلے، اور زبان میں کچھ لکنت
پہلے ہی سے ہے۔ تنگدل ہو کر بولنے میں زیادہ رُکاوٹ پیدا نہ ہوجائے اسلئے میری تقویت وتائید کے لئے اگر ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں، میرا شریک حال کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو۔
ف۲ یعنی ایک قبطی کے خون کا دعویٰ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں آئے گی۔ ف۳ یعنی دعوت و تبلیغ سے پہلے ہی میرا کام تمام نہ کر دیں کہ یہ وہ ہی شخص ہے جو ہمارے آدمی کا خون
کر کے بھاگا تھا۔ ایسی صورت میں فرض تبلیغ کس طرح ادا ہوگا۔ ف۴ یعنی کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکیں۔ جاؤ اپنی استدعا کے موافق ہارون کو بھی ساتھ لو اور ہمارے دیے ہوئے معجزات
ونشانات لے کر وہاں پہنچو۔ اِن نشانات کے ساتھ ہوتے ہوئے تم کو کیا ڈر، اور نشان کیا ہم خود ہر موقع پر تمہارے ساتھ ہیں اور فریقین کی گفتگو سُن رہے ہیں۔ ف۵ "بنی اسرائیل" کا وطن حضرت
ابراہیمؑ کے زمانہ سے ملک شام تھا۔ حضرت یوسفؑ کے سبب سے مصر میں آرہے، وہاں ایک مُدت گذری۔ اب اُن کو حق تعالیٰ نے ملک شام دینا چاہا۔ فرعون اُن کو نہ چھوڑتا تھا۔ کیونکہ اُن سے
غلاموں کی طرح بیگار میں کام لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
اُن کی آزادی کا مطالبہ فرمایا۔



لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَٰرُونَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ
نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو ف۱ اور انکو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ ف۲ سو ڈرتا ہوں
أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ﴿١٥﴾
کہ مجھ کو مار ڈالیں ف۳ فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں ف۴
فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا
سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لے کر آئے ہیں پروردگار عالم کا یہ کہ بھیجدے ہمارے ساتھ
بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٧﴾ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ
بنی اسرائیل کو ف۵ بولا کیا نہیں پالا ہم نے تجھ کو اپنے اندر لڑکا سا ف۶ اور رہا تو ہم میں اپنی
عُمُرِكَ سِنِينَ ﴿١٨﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ
عمر میں سے کئی برس ف۷ اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا ف۸ اور تو ہے
الْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ﴿٢٠﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ
ناشکر ف۹ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوکنے والا ف۱۰ پھر بھاگا میں تم سے
لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٢١﴾ وَتِلْكَ
جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پیغام پہنچانے والا ف۱۱ اور کیا وہ
نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا
احسان ہی جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ف۱۲ بولا فرعون کیا معنی
رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ
پروردگار عالم کا ف۱۳ کہا پروردگار آسمان اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اگر تم
مُوقِنِينَ ﴿٢٤﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
یقین کرو ف۱۴ بولا اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو ف۱۵ کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار
آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿٢٧﴾
تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۱۶ بولا تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے ف۱۷



ف۶ یعنی تو وہ ہی نہیں جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز ونعم سے پالا پوسا اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا۔ اب تیرا یہ دماغ ہوگیا کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔

ف۷ اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے، اب یہاں سے نکلتے ہی رسُول بن گئے۔

ف۸ یعنی جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اُسے ہم بھُولے نہیں۔

ف۹ یعنی ہمارے سب احسانات بھُلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے اُس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) اُن ہی میں کا ایک تھا جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔

ف۱۰ یعنی قبطی کا خون مَیں نے دانستہ نہیں کیا تھا، غلطی سے ایسا ہوگیا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مُکا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا اُس کا دم نکل جائیگا "فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ"، (قصص۔ رکوع ۲)

ف۱۱ یعنی بیشک میں خوف کھا کر یہاں سے بھاگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت وحکمت عطا فرمائے۔ اُس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا اور رسُول بنا کر تمہاری طرف بھیجا۔ یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو، پھر اس طرح بے خوف وخطر تنہا تمہارے سامنے آکر ڈٹ جائے۔

ف۱۲ یعنی بچپن میں میری پرورش کا احسان جتلانا تجھے زیب نہیں دیتا کیا ایک اسرائیلی بچّہ کی تربیت سے اس کا جواب ہوسکتا ہے کہ تو نے اُس کی ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ بالخصوص جبکہ اُس بچہ کی تربیت بھی خود تیرے زہرہ گداز مظالم کے سلسلہ ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہو۔ نہ تو "بنی اسرائیل" کے بچّوں کو ذبح کرتا، نہ خوف کی وجہ سے میری والدہ تابوت میں رکھ کر مجھے دریا میں چھوڑتی، نہ تیرے محل سرا تک رسائی ہوتی، ان حالات کا تصور کر کے تجھ کو ایسا احسان جتلاتے ہوئے شرمانا چاہئے اور صاف بات یہ ہے کہ جس پروردگار نے تجھ جیسے دشمن کے گھر میں میری پرورش کرائی اُسی نے آج تیری خیر خواہی کے لئے مجھے رسُول بنا کر بھیجا ہے۔

ف۱۳ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے امتثال میں اپنے کو "رب العالمین" کا پیغمبر کہا، اُس پر فرعون جحود، تعنت اور ہٹ دھرمی کی راہ سے بولا کہ (العیاذ باللہ) رب العالمین کیا چیز ہوتی ہے، میری موجودگی میں کسی اور رب کا نام لینا کیا معنی رکھتا ہے کیونکہ اُس شقی ازلی کا دعویٰ تو اپنی قوم کے رُوبرو یہ تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي (میں اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں سمجھتا) اور "أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ" (تمہارا بڑا پروردگار میں ہوں) چنانچہ اُس کی قوم کے لوگ بعض تو انتہائی جہل وبلادت سے اور بعض خوف یا طمع سے اُسی کی پرستش کرتے تھے۔ گو دل میں اُس ملعون کو بھی خدا کی ہستی کا یقین تھا۔ جیسا کہ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ" (بنی اسرائیل رکوع ۱۲) سے ظاہر ہوتا،

ف۱۴ یعنی آسمان وزمین کی سب چیزیں جس کے زیر تربیت ہیں وہ ہی رب العالمین ہے۔ اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو تو فطرۃ انسانی سب سے پہلے اس چیز کا یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔ ف۱۵ فرعون جان بوجھ کر بات کو رلانا چاہتا تھا۔ اپنے حوالی موالی کو اُبھارنے اور موسیٰ علیہ السلام کی بات کو خفیف کرنے کے لئے کہنے لگا، سنتے ہو، موسیٰ کیسی دور از کار باتیں کر رہے ہیں۔ کیا تم میں کوئی تصدیق کریگا کہ میرے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور رب ہے؟ ف۱۶ یعنی او احمق! میں جس رب العالمین کا ذکر کر رہا ہوں، وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ اور جب تمہارا بیج بھی نہ تھا اُس وقت زمین وآسمان کی تربیت وتدبیر کر رہا تھا۔ ف۱۷ یعنی (العیاذ باللہ) کس دیوانہ کو رسُول بنا کر بھیجا ہے، جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی خبر لیتا ہے۔ اور ہماری شوکت وحشمت کو دیکھ کر ذرا نہیں جھجکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ عقل سے بالکل خالی ہے۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ قَالَ
کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اُنکے بیچ میں ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۱ بولا

لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿٢٩﴾ قَالَ أَوَ
اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوائے تو مقرر ڈالونگا تجھ کو قید میں ف۲ کہا اور

لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣١﴾
اگر لے کر آیا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھولدینے والی ف۳ بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ﴿٣٢﴾ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ
پھر ڈال دیا اپنا عصا، سو اُسی وقت وہ اژدہا ہوگیا صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ، سو اسی وقت وہ سفید

لِلنَّاظِرِينَ ﴿٣٣﴾ قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ يُرِيدُ أَنْ
نظر آیا دیکھنے والوں کے سامنے، بولا اپنے گرد کے سرداروں سے یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے کہ

يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿٣٥﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَ
نکالدے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے، سو اب کیا حکم دیتے ہو ف۴ بولے ڈھیل دے اُسکو اور

أَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿٣٦﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ﴿٣٧﴾
اُسکے بھائی کو اور بھیجدے شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑھا ہوا

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿٣٨﴾ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ
پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے ف۵ اور کہہ دیا لوگوں کو کیا تم بھی

مُجْتَمِعُونَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا
اکٹھے ہوگے شاید ہم راہ قبول کرلیں جادوگروں کی اگر ہو اُن کو غلبہ ف۶ پھر جب

جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿٤١﴾
آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہو ہم کو غلبہ

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا
بولا البتہ اور تم اُس وقت مقربوں میں ہوگے ف۷ کہا اُن کو موسیٰ نے ڈالو جو



ف۱ حضرت موسیٰ نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنیوالا ہے۔ اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے۔ کیا کسی کو قدرت ہے کہ اُس کے قائم کئے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے توڑ دے یا بدل ڈالے۔ یہ آخری بات سُن کر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گذر کر دھمکیوں پر اُتر آیا۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت میں بتلانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو اُبھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے"۔

ف۲ اس مرتبہ فرعون نے اپنا مطلب صاف کہہ دیا کہ یہاں "مِصر" میں کوئی اور خدا نہیں۔ اگر میرے سوا کسی اور معبود کی حکومت مانی تو یاد رکھو قید خانہ تیار ہے۔

ف۳ یعنی فیصلہ میں ابھی جلدی نہ کر۔ یہ تو تیری باتوں کا جواب تھا۔ اب ذرا وہ کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری صداقت دونوں کا اظہار ہو۔ اگر ایسے نشان دکھلاؤں تو کیا پھر بھی تیرا فیصلہ یہی رہیگا۔

ف۴ یا تو خدائی کے دعوے تھے، یا اتنی جلد ایسا حواس باختہ ہو گیا کہ اپنے غلاموں اور پرستاروں کے احکام پر چلنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

ف۵ یعنی عید کے دن چاشت کے وقت۔

ف۶ یعنی سب کو اکٹھا ہونا چاہیئے۔ امید قوی ہے کہ ہمارے جادوگر غالب آئینگے۔ اُس وقت ہم موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت دکھلانے کے لئے اپنے ساحرین ہی کی راہ پر چلیں گے۔ گویا یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس میں ہماری کوئی خود غرضی نہیں۔ جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری رہیگا تو انصافاً کسی کو ہمارے طریقہ سے منحرف ہونے کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔

ف۷ یعنی نہ صرف مالی انعام و اکرام، بلکہ تم میرے خاص مصاحبوں میں رہو گے۔ اِن آیات کا مفصل بیان "اعراف" اور "طٰہٰ" میں گذر چکا ہے۔

أَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا
تم ڈالتے ہو ف۱ پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری

لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَأَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَأُلْقِيَ
ہی فتح ہے ف۲ پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا ف۳ پھر اوندھے

السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾
گرے جادوگر سجدہ میں بولے ہم نے مان لیا جہان کے رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ اٰذَنَ لَكُمْ إِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ
بولا تم نے اُس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھلایا جادو ف۴

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۵ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ
سو اب معلوم کرلو گے البتہ کاٹونگا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں اور

لَأُوصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾
سُولی پر چڑھاؤنگا تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۵

ع ٣
إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَ
ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخش دے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنیوالے ف۶ اور

أَوْحَيْنَا إِلٰى مُوْسٰى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيْ إِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَأَرْسَلَ
حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف۷ پھر بھیجے

فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾
فرعون نے شہروں میں نقیب ف۸ یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی ف۹

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَإِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَأَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ
اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں ف۱۰ اور ہم سارے اُن سے خطرہ رکھتے ہیں ف۱۱ پھر نکال باہر کیا ہم نے انکو

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنٰهَا
باغوں اور چشموں سے اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح ف۱۲ اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ



ف۱ یعنی جب ساحرین نے کہا کہ موسیٰ تم پہلے اپنی لاٹھی ڈالتے ہو، یا ہم ڈالیں، اُس کے جواب میں فرمایا کہ تم ہی اپنی قوت خرچ کر دیکھو۔

ف۲ بعض نے "بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ" کو قسم کے معنی میں لیا ہے یعنی فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب ہو کر رہیں گے۔

ف۳ شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں انہوں نے بنائیں تھیں، موسیٰؑ کا عصا اُن کو نگل گیا۔

ف۴ یعنی موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے، آپس میں سازش کر کے آئے ہو کہ تم یہ کرنا، ہم یوں کہیں گے اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "تمہارا بڑا"، کہا رب کو، یعنی موسیٰ اور تم ایک اُستاد کے شاگرد ہو" واللہ اعلم۔

ف۵ یعنی بہر حال مر کر خدا کے یہاں جانا ہے، اس طرح مریں گے، شہادت کا درجہ ملیگا، یہ سب مضامین سورۂ "اعراف"، وغیرہ میں گذر چکے ہیں۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

ف۶ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ کے بعد بھرے مجمع میں ظالم فرعون کے رُوبرو سب سے پہلے ہم نے قبول حق کا اعلان کیا۔ اس سے اُمید ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ ہماری گذشتہ تقصیرات کو معاف فرمائیگا۔

ف۷ یعنی جب ایک مدّت مدید تک سمجھانے اور آیات دکھلاتے رہنے کے بعد بھی فرعون نے حق کو قبول نہ کیا اور "بنی اسرائیل" کا ستانا نہ چھوڑا، تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لے کر رات میں یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور دیکھنا یہ فرعونی لوگ تمہارا پیچھا کرینگے (گھبرانا نہیں)۔

ف۸ تا تمام قبطیوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرے۔

ف۹ یعنی اِن تھوڑے سے آدمیوں نے تم کو تنگ کر رکھا ہے۔ حالانکہ اِن کی ہستی کیا ہے جو تمہارے مقابلہ میں عہدہ برآ ہو سکیں۔ یہ باتیں قوم کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کہیں۔

ف۱۰ یا ہم کو غصہ دِلا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے اِن کی کمبختی نے دھکا دیا ہے۔

ف۱۱ تو اس روز روز کے خطرہ کا قلع قمع ہی کر دو۔ بعض مفسّرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ہماری بڑی جمعیت ہے جو محتاط یا مسلّح ہے تو یہ الفاظ دل بڑھانے کے لئے ہونگے۔ واللہ اعلم۔

ف۱۲ یعنی اس طرح قبطی گھر بار، مال و دولت، باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ایک دم نکل پڑے۔ جنہیں پھر لوٹنا نصیب نہ ہوا۔ گویا اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو نکال باہر کیا۔

ف١ یا تو اُس کے بعد ہی یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ہاتھ لگیں اور یا ایک مدت بعد سلیمان علیہ السلام کے عہد میں جب ملک مصر بھی اُن کی سلطنت میں شامل ہوا۔ واللہ اعلم پہلے اس کے متعلق اختلاف گذر چکا ہے۔ ف٢ یعنی بحر قلزم کے کنارہ پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعونی لشکر نظر آیا گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب ان کے ہاتھ سے کیسے بچیں گے۔ آگے سمندر حائل ہے اور پیچھے سے دشمن دبائے چلا آرہا ہے۔



بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٥٩﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ

بنی اسرائیل کے ف١ پھر پیچھے پڑے اُنکے سُورج نکلنے کے وقت پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے

اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٦٢﴾

لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے ف٢ کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائیگا ف٣

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ

پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہوگئی

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى

ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ ف٤ اور پاس پہنچا دیا ہمنے اُسی جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہمنے موسیٰ کو

وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَ

اور جو لوگ تھے اُسکے ساتھ سب کو پھر ڈبا دیا ہمنے اُن دوسروں کو ف٥ اس چیز میں ایک نشانی ہے اور

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾

نہیں تھے بہت لوگ اُن میں ماننے والے ف٦ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف٧

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾

اور سُنا دے اُن کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اُسکی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو ف٨

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ

وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن انہی کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں ف٩ کہا کچھ سُنتے ہیں تمہارا کہا

اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا

جب تم پکارتے ہو ف١٠ یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا بُرا ف١١ بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَ

یہی کام کرتے ف١٢ کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو تم اور

اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ

تمہارے باپ دادے اگلے ف١٣ سو وہ میرے غنیم ہیں ف١٤ مگر جہان کا رب ف١٥ جس نے



ف٣ یعنی گھبراؤ نہیں، اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھو، اُس کی حمایت و نصرت میرے ساتھ ہے۔ وہ یقیناً ہمارے لئے کوئی راستہ نکال دیگا۔ ناممکن ہے کہ دشمن ہم کو پکڑ سکے۔

ف٤ پانی بہت گہرا تھا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے الگ الگ اُن میں کو گذرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے۔ (کذا فی موضح القرآن)۔

ف٥ یعنی فرعونی لشکر بھی قریب آگیا اور دریا میں راستے بنے ہوئے دیکھ کر بنی اسرائیل کے بعد بے سوچے سمجھے گھس پڑا۔ جب تمام لشکر دریا کی لپیٹ میں آگیا، فوراً خدا کے حکم سے پانی کے پہاڑ ایک دوسرے سے مل گئے۔ یہ قصہ پہلے گذر چکا ہے۔

ف٦ یعنی جب اکثروں نے حق کو قبول نہ کیا تو آخر میں قدرت نے یہ نشان دکھلایا۔ جس سے صادقین اور مکذبین کے انجام کا دنیا ہی میں الگ الگ پتہ چل جاتا ہے۔

ف٧ یہ سُنا دیا ہمارے حضرتؐ کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو۔ پھر وطن سے باہر تباہ ہونگے "بدر" کے دن۔ جیسے فرعون تباہ ہوا۔ (موضح القرآن)۔

ف٨ یعنی یہ چیز کیا ہے جسے تم پوجتے ہو؟

ف٩ یعنی تم ہمارے معبودوں کو جانتے نہیں، جو ایسی تحقیر سے سوال کر رہے ہو۔ ہم اِن مورتوں کو پوجتے ہیں اور اس قدر وقعت و عقیدت ہمارے دل میں ہے کہ دن بھر آسن جما کر ان ہی کو لگے بیٹھے رہتے ہیں۔

ف١٠ یعنی اتنا پکارنے پر کبھی تمہاری بات سُنتے ہیں؟ اگر نہیں سُنتے (جیساکہ اُن کے جماد ہونے سے ظاہر ہے) تو پکارنا فضول ہے۔

ف١١ یعنی کیا پوجنے پر کچھ نفع یا نہ پوجنے کی صورت میں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ ظاہر ہے جو اپنے اُوپر سے مکھی تک نہ اُڑا سکیں وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکیں گے؟ پھر ایسی عاجز و لایعقل چیز کو معبود بنانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

ف١٢ یعنی اِن منطقی بحثوں اور کج حجتیوں کو ہم نہیں جانتے، نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار اِن باتوں پر ہے بس سَو دلیلوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے چلے آئے۔ کیا ہم اُن سب کو احمق سمجھ لیں۔

ف١٣ یعنی اِن کا پُوجنا ایک پُرانی حماقت ہے، ورنہ جس کے اختیار اور قبضہ میں ذرّہ برابر نفع نقصان نہ ہو اُسکی عبادت کیسی؟

ف١٤ یعنی لو! میں بے خوف وخطر اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے اِن معبودوں سے میری لڑائی ہے۔ میں اِن کی گت بنا کر رہونگا "وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ" (انبیاء رکوع ٥) اگر ان میں کوئی طاقت ہے تو مجھ کو نقصان پہنچا دیکھیں۔ کما قال تعالیٰ فی موضع آخر "وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا" الآیۃ (انعام۔ رکوع ٩) وقال نوح علیہ السلام "فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ" (یونس۔ رکوع ٨) وقال ہود علیہ السلام "فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ" (ہود۔ رکوع ٥) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ نہایت مؤثر و لطیف پیرایہ میں مشرکین پر تعریض ہے۔ یعنی جن کی تم عبادت کر رہے ہو میں اُنکو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ اگر نعوذ باللہ ان کی پرستش کروں تو سراسر نقصان ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ تم بھی اُنکی عبادت کر کے نقصان اُٹھا رہے ہو

ف١٥ کہ وہ ہی میرا معبود، دوست اور مددگار ہے۔

ف۱ یعنی فلاح دارین کی راہ دکھاتا اور اعلیٰ درجہ کے فوائد ومنافع کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ ف۲ یعنی کھلانا پلانا، مارنا جلانا اور بیماری سے اچھا کرنا سب اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے ۔ ف۳ یعنی کسی معاملہ میں بھول چوک یا اپنے درجہ کے موافق خطار وتقصیر ہو جائے تو اُسی کی مہربانی سے معافی کی توقع ہو سکتی ہے، کوئی دوسرا معاف کرنیوالا نہیں۔ آگے



خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ (۷۸) وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ (۷۹) وَاِذَا
مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ف۱ اور وہ جو مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب
مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ (۸۰) وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ (۸۱) وَالَّذِیْۤ
میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مار یگا پھر جلائیگا ف۲ اور وہ جو مجھ کو
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (۸۲) رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ
توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن ف۳ اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو
بِالصّٰلِحِیْنَ (۸۳) وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (۸۴) وَاجْعَلْنِیْ
نیکوں میں ف۴ اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف۵ اور کر مجھکو
مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (۸۵) وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (۸۶)
وارثوں میں نعمت کے باغ کے ف۶ اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولے ہوؤں میں ف۷
وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (۸۷) یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (۸۸) اِلَّا مَنْ
اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی
اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (۸۹) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۹۰) وَبُرِّزَتِ
آیا اللہ کے پاس لے کر دل چنگا ف۸ اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے اور نکالیں
الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ (۹۱) وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (۹۲) مِنْ دُوْنِ
دوزخ کو سامنے بے راہوں کے ف۹ اور کہیں اُن کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے اللہ کے
اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ (۹۳) فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ (۹۴)
سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں ف۱۰ پھر اوندھے ڈالیں اُس میں اُنکو اور سب بے راہوں کو
وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ (۹۵) قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ (۹۶) تَاللّٰهِ
اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں قسم اللہ کی
اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۹۷) اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۹۸) وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ
ہم تھے صریح غلطی میں جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے، اور ہم کو راہ سے بہکایا



حق تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے حضرت ابراہیمؑ نے غلبۂ حضور سے دعاء شروع کر دی جو کمال عبدیت کے لوازم میں سے ہے۔

ف۴ یعنی مزید علم وحکمت اور درجاتِ قرب وقبول مرحمت فرما، اور اعلیٰ درجہ کے نیکوں کے زمرہ میں (جو انبیاء علیہم السلام ہیں) شامل رکھ۔ کما قال نبینا صلعم "اَللّٰهُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" اس دعاء سے اپنی کامل احتیاج اور حق تعالیٰ کی غناء کا اظہار مقصود ہے یعنی نبی ہو یا ولی، اللہ تعالیٰ کسی کے معاملہ میں مجبور ومضطر نہیں، ہمہ وقت اُس کے فضل ورحمت سے کام چلتا ہے۔

ف۵ یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنے والی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے راستہ پر چلنے کی طرف راغب ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور اُمت ہو، اور میرا دین تازہ کریں۔ چنانچہ یہ ہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا اور اُن کی نسل سے خاتم الانبیاء صلعم کو مبعوث کیا جنہوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا کہ میں ابراہیمؑ کی دعاء ہوں، آج بھی ابراہیمؑ کا ذکر خیر اہل ملل کی زبانوں پر جاری ہے اور اُمت محمدیہ تو ہر نماز میں "كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ" پڑھتی ہے۔

ف۶ یعنی جنت کا جو آدم کی میراث ہے۔

ف۷ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعاء باپ کی موت کے بعد کی۔ مگر دوسری جگہ تصریح آگئی کہ جب اُس کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہو گیا تو برارت اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ کما قال تعالیٰ "وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ" (توبہ۔ رکوع ۱۴) اور اگر "اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ" میں "كَانَ" کا ترجمہ "تھا" کے بجائے "ہے" سے کیا جائے، پھر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ زندگی میں ایمان لے آنے کا امکان تھا۔ تو دُعاء کا حاصل یہ ہے کہ الٰہی اس کو ایمان سے مشرف فرما کر کفر کے زمانہ کی خطائیں معاف فرما دے۔ اس کی قدرے مفصل تحقیق پہلے کسی جگہ گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔

ف۸ یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر ونفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہ ہی وہاں کام دیگا۔ نرے مال واولاد کچھ کام نہ آئینگے۔ اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال واولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے، تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات وخیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اُسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو۔

ف۹ یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش وزیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور ومحظوظ ہونگے۔ اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئینگے تا داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں۔
ف۱۰ یعنی اب وہ فرضی معبود کہاں گئے کہ نہ تمہاری مدد کر کے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں نہ بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے ۔

اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿١٠١﴾
سو اِن گنہگاروں نے ۔ پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والے ۔ اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا ف١

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا
سوکسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں ف٢ ۔ اس بات میں نشانی ہے ۔ اور

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٠٤﴾
بہت لوگ اُن میں نہیں ماننے والے ف٣ ۔ اور تیرا رب وہی ہے ۔ زبردست ۔ رحم والا

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾
جھٹلایا ۔ نوح کی قوم نے پیغام لانیوالوں کو ۔ جب کہا اُن کو اُن کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ
مَیں تمہارے واسطے پیغام لانیوالا ہوں معتبر ۔ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف٤ ۔ اور مانگتا نہیں میں تم سے

عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
اس پر کچھ ۔ بدلہ ۔ میرا بدلہ ہے ۔ اُسی پروردگار عالم پر ۔ سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا
اور میرا کہا مانو ف٥ ۔ بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ۔ اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کمینے ف٦ ۔ کہا مجھ کو کیا

عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ
جاننا ہے اُس کا جو کام وہ کر رہے ہیں ۔ اُن کا حساب پوچھنا میرے رب کا ہی کام ہے ۔ اگر

تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿١١٥﴾
تم سمجھ رکھتے ہو ۔ اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانیوالوں کو ف٧ ۔ میں تو بس یہی ڈر سنا دینے والا ہوں کھولکر ف٨

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ
بولے اگر تو نہ چھوڑیگا ۔ اے نوح ۔ تو ضرور ۔ سنگسار کر دیا جائیگا ف٩ ۔ کہا اے رب

اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ
میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلایا ۔ سو فیصلہ کر دے میرے ان کے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ ف١٠ اور بچا لے مجھ کو اور جو



ف١ یعنی بُت اور بُت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر، سب کو دوزخ میں اوندھے مُنہ گرا دیا جائیگا۔ وہاں پہنچکر آپس میں جھگڑینگے۔ ایک دوسرے کو الزام دیگا اور آخرکار اپنی گمراہی کا اعتراف کرینگے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا۔ کیا کہیں یہ غلطی ہم سے اِن بڑے شیطانوں نے کرائی، اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بُت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے۔ وہ خود ہی دوزخ کے کندے بن رہے ہیں۔ کوئی اتنا بھی نہیں کہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کرے یا کم از کم اِس آڑے وقت میں کوئی دوست دلسوزی و ہمدردی ہی کا اظہار کرے۔ سچ ہے "اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ" (زخرف۔ رکوع ٦)

ف٢ یعنی اگر ایک مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس جانے کا موقع دیا جائے تو اب وہاں سے پکّے ایماندار بن کر آئیں لیکن یہ کہنا بھی جھوٹ ہے "وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ" (انعام۔ رکوع ٣)

ف٣ یعنی ابراہیمؑ کے اِس قصّہ میں توحید وغیرہ کے دلائل اور مشرکین کا عبرتناک انجام دکھلایا گیا ہے مگر لوگ کہاں مانتے ہیں۔

ف٤ یعنی نہایت صدق و امانت کے ساتھ حق تعالیٰ کا پیغام بلا کم و کاست تم کو پہنچاتا ہوں۔ لہٰذا واجب ہے کہ پیغام الٰہی سُن کر خدا سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

ف٥ یعنی ایک بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہیئے۔

ف٦ یعنی تھوڑے سے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کیلئے تیرے ساتھ ہو گئے ہیں، بھلا یہ کیا اُونچے کام کرینگے اور ہمارا افضل و اشرف کب اجازت دے سکتا ہے کہ اِن کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں، پہلے تو آپ اِن کو اپنے یہاں سے کھسکائیے۔ پھر ہم سے بات کرنا۔

ف٧ یعنی مجھے اُن کا صدق و ایمان قبول ہے، اُن کے پیشے یا نیت اور اندرونی کاموں کے جاننے سے کیا مطلب۔ اس کا فیصلہ اور حساب تو پروردگار کے یہاں ہوگا۔ باقی میں تمہاری خاطر سے غریب ایمانداروں کو اپنے پاس سے دھکے نہیں دے سکتا۔

ف٨ یعنی میرا فرض تم کو آگاہ کر دینا تھا سو کر چکا، تمہاری لغو فرمائشیں پوری کرنا میرے ذمہ نہیں۔

ف٩ یعنی بس اب ہم کو اپنی نصیحت سے معاف رکھو، اگر اس روش سے باز نہ آئے تو سنگسار کیے جاؤ گے۔

ف١٠ یعنی میرے اور اُن کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجئے۔ اب اِنکے راہِ راست پر آنے کی توقع نہیں۔

مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾

میرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۱ پھر بچادیا ہم نے اُسکو اور جو اُسکے ساتھ تھے اُس لدی ہوئی کشتی میں

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

پھر ڈبا دیا ہمنے اسکے پیچھے اُن باقی رہے ہوؤں کو ف۲ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور اُن میں بہت لوگ

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ

نہیں ہیں ماننے والے ، اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا عاد نے

الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

پیغام لانیوالوں کو جب کہا اُن کو اُن کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ

پیغام لانیوالا معتبر ہوں سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ

اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً

بدلہ میرا بدلہ ہے اُسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر اُونچی زمین پر ایک نشان

تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ

کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہوگے ف۳ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو

بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّكُمْ

تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۴ اور ڈرو اُس سے جس نے تم کو پہنچائیں

بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْٓ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے میں

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ

ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے ف۵ .بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے

اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا

یا نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی اور



ف۱ یعنی مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو الگ کر کے اِن کا بیڑا غرق کر۔
ف۲ اِس قصّہ کی تفصیل پہلے کئی جگہ گذر چکی۔
ف۳ اُن لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط منارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے ،مگر نام ہو جائے اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلّف کی بناتے تھے مال ضائع کرنے کو۔ اُن میں بڑی کاریگریاں دکھلاتے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہونگی۔(لیکن آج دیکھو تو اُنکے کھنڈر بھی باقی نہیں)
ف۴ یعنی ظلم و ستم سے زیردستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے۔ گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا۔ خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو، ظلم و تکبّر سے باز آؤ، اور میری بات مانو۔
ف۵ یعنی اتنا تو سوچو کہ آخر یہ سامان تم کو کس نے دیے ہیں؟ کیا اُس منعم حقیقی کا تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں۔ اگر تمہاری یہ ہی شرارت اور سرکشی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کسی سخت آفت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ دیکھو! میں تم کو نصیحت کر چکا اپنے انجام کو خوب سوچ لو .

نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۱۳۸ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا
ہم پر آفت نہیں آنے والی ف۱ پھر اُس کو جھٹلانے لگے تو ہمنے اُنکو غارت کر دیا ف۲ اس بات میں البتہ نشانی ہے اور
كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۱۳۹ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۴۰ كَذَّبَتْ
اُن میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا
ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۱۴۱ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۱۴۲ إِنِّي
ثمود نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا اُن کو اُن کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں
لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۱۴۳ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۱۴۴ وَمَا أَسْأَلُكُمْ
تمہارے پاس پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے
عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۴۵ أَتُتْرَكُونَ فِي
اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھینگے تم کو
مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۱۴۶ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۱۴۷ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا
یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے، باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کا گابھا
هَضِيمٌ ۱۴۸ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۱۴۹ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور
أَطِيعُونِ ۱۵۰ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۱۵۱ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ
میرا کہا مانو ف۳ اور نہ مانو حکم بیباک لوگوں کا جو خرابی کرتے ہیں
فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۱۵۲ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۱۵۳
ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے ف۴ بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے
مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۱۵۴
تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم ف۵ سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے ف۶
قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۱۵۵ وَ
کہا یہ اُونٹنی ہے اُسکے لئے پانی پینے کی ایک باری اور تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر ف۷ اور

ف۱ یعنی تمہاری نصیحت بیکار ہے۔ یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں۔ قدیم سے یہ عادت چلی آتی ہے کہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے رہا جو طریقہ ہمارا ہے وہ ہی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا۔ ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں۔ نہ عذاب کی دھمکیوں کو خاطر میں لا سکتے ہیں۔

ف۲ یعنی سخت آندھی بھیجکر۔ اِن کا قصّہ بھی پہلے "اعراف" وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے۔

ف۳ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ اسی عیش و آرام اور باغ و بہار کے مزے لُوٹو گے؟ اور پہاڑوں کو تراش کر جو تکلف کے مکان تیار کئے ہیں اِن سے کبھی نہ نکلو گے؟ یا یہ مضبوط اور سنگین عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بچا لینگی؟ اس سودائے خام کو دل سے نکال ڈالو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر میرا کہا مانو۔ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں۔

ف۴ یہ عوام کو فرمایا کہ تم ان بڑے مفسد شیطانوں کے پیچھے چل کر تباہ نہ ہو۔ یہ تو زمین میں خرابی پھیلانے والے ہیں۔ اصلاح کرنے والے اور نیک صلاح دینے والے نہیں۔

ف۵ یعنی ہم سے کونسی بات تجھ میں زائد ہے جو نبی بن گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیری عقل ماری گئی (العیاذ باللہ)۔

ف۶ یعنی اگر نبی ہے اور ہم سے ممتاز درجہ رکھتا ہے تو اللہ سے کہہ کر کوئی ایسا نشان دکھلا جسے ہم بھی تسلیم کر لیں پھر فرمائش کی کہ اچھا پتھر کی اس چٹان میں سے ایک اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو۔ حضرت صالح ؑ نے دعا فرمائی، حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ نشان دِکھلا دیا۔

ف۷ حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں "اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے، حضرت صالح ؑ کی دُعا سے وہ چھوٹی پھرتی، جس جنگل میں چرنے یا جس تالاب پر پانی پینے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے۔ تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن اُس پانی پر وہ جائے، ایک دن اوروں کے مواشی جائیں"۔

لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا

مت چھیڑیو اُس کو بُری طرح سے پھر پکڑلے تم کو آفت ایک بڑے دن کی ف۱ پھر کاٹ ڈالا اُس اونٹنی کو

فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا

پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۲ پھر آپکڑا اُن کو عذاب نے البتہ اس بات میں نشانی ہے اور

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

اُن میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنے والا

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا

جھٹلایا لُوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا اُن کو اُن کے بھائی لُوط نے کیا

تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾

تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾

اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اُسی پروردگار عالم پر

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ

کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر ف۳ اور چھوڑتے ہو جو تمہارے واسطے بنادی ہیں

رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ

تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے ف۴ بولے اگر نہ

تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

چھوڑیگا تو اے لوط تو تُو نکال دیا جائے گا ف۵ کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ

بیزار ہوں ف۶ اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو اُن کاموں سے جو یہ کرتے ہیں ف۷ پھر بچادیا ہمنے اُسکو اور

اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَ

اُسکے گھر والوں کو سب کو، مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں ف۸ پھر اُٹھا مارا ہمنے اُن دوسروں کو اور

ف۱ یعنی اونٹنی کے ساتھ بُرائی سے پیش نہ آنا ورنہ بڑی سخت آفت ہوگی۔

ف۲ ایک بدکار عورت کے گھر مواشی بہت تھے، چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک آشنا کو اُکسایا، اُس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے۔ اُسکے تین دن بعد عذاب آیا (موضح القرآن) یہ قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا۔

ف۳ یعنی سارے جہان میں سے مرد ہی تمہاری شہوت رانی کے لئے رہ گئے، یا یہ کہ سارے جہان میں سے تم ہی ہو جو اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہو۔

ف۴ یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو۔

ف۵ یعنی یہ وعظ و نصیحت رہنے دو۔ اگر آئندہ ہمیں تنگ کرو گے تو تم کو بستی سے نکال باہر کرینگے۔

ف۶ اِس لئے ضرور اُس پر اظہار نفرت کرونگا اور نصیحت سے باز نہیں آسکتا۔

ف۷ یعنی اِن کی نحوست اور وبال سے ہم کو بچا اور انہیں غارت کر۔

ف۸ یہ اُن کی بیوی تھی جو اُن بدمعاشوں سے مل رہی تھی۔ جب عذاب آیا تو یہ بھی ہلاک ہوئی۔

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
برسایا اُن پر ایک برساؤ سو کیا بُرا برساؤ تھا اُن ڈرائے ہوؤں کا ف۱ البتہ اس بات میں
لَاٰيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ
نشانی ہے اور اُن میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست
ع ٩ / ١٣
الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ
رحم والا جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانیوالوں کو ف۲ جب کہا اُن کو شعیب نے
أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾
کیا تم ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو
الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾
ماپ اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے ف۳
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾
اور مت گھٹا دو لوگوں کو اُن کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے ف۴
وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ
اور ڈرو اُس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ پر تو کسی نے
الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِن نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾
جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے ف۵
فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾
سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے ف۶
قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۷ پھر اُسکو جھٹلایا پھر پکڑ لیا اُن کو آفت نے سائبان والے



ف۱ یعنی اُن کی بستیاں اُلٹ دیں اور آسمان سے پتھروں کا برساؤ کیا۔ سو ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ اُن کا قصہ بھی مفصل اعراف وغیرہ میں گذر چکا۔

ف۲ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ "اصحاب ایکہ" وہ ہی قوم مدین ہے۔ "ایکہ" ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے، اُسی نسبت سے "اصحاب الایکہ" کہا گیا۔ اور اسی لئے شعیبؑ کو "اخوہم" سے تعبیر نہیں فرمایا۔ کیونکہ انبیاء کی اُخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی۔ اگر "مدین" کہتے تو "اَخُوہم" کہنا موزوں تھا۔ جب "اصحاب الایکہ" کہہ کر ایک مذہبی نسبت سے ذکر کیا تو اس حیثیت سے "اَخُوہم" فرمانا حضرت شعیبؑ کی شان کے مناسب نہ تھا۔ بہرحال "مدین" اور "اصحاب ایکہ" ایک قوم ہے اور شعیبؑ اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے پہلے بھی اس کے متعلق کچھ بحث گذر چکی۔

ف۳ یعنی معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو جس طرح لینے کے وقت پورا ناپ تول کر لیتے ہو دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو۔

ف۴ یعنی ملک میں ڈاکے مت ڈالو اور لوگوں کے حقوق نہ مارو۔

ف۵ یعنی دعوئے نبوت میں اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں میں۔

ف۶ اگر سچا ہے تو آسمان کا یا بادل کا کوئی ٹکڑا گرا کر ہم کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔

ف۷ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس جرم پر کس وقت اور کتنی سزا ملنی چاہیئے۔ عذاب دینا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام ہشیار کر دینا تھا، سو کر چکے۔

الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ١٨٩ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا
دن کی بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف۱ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ١٩٠ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ١٩١ وَ
ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا اور

اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ١٩٢ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ١٩٣ عَلٰى قَلْبِكَ
یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ١٩٤ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ١٩٥ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ
کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا ف۲ کھلی عربی زبان میں ف۳ اور یہ لکھا ہے پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ١٩٦ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰۗؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ١٩٧
کتابوں میں ف۴ کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اسکی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے ف۵

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ١٩٨ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر اور وہ اسکو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر

مُؤْمِنِيْنَ ١٩٩ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ٢٠٠ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
یقین نہ لاتے ف۶ اسی طرح گھسا دیا ہم نے اس انکار کو گنہگاروں کے دل میں وہ نہ مانیں گے اس کو

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ٢٠١ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٢٠٢
جب تک نہ دیکھ لیں گے عذاب دردناک ف۷ پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو

فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ٢٠٣ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ٢٠٤ اَفَرَءَيْتَ
پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی ف۸ کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں بھلا دیکھ تو

اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ٢٠٥ ثُمَّ جَاۗءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ٢٠٦ مَآ اَغْنٰى
اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئیگا

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ٢٠٧ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا
ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے ف۹ اور کوئی بستی نہیں غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے



ف۱ سائبان کی طرح ابر آیا اس میں سے آگ برسی، نیچے سے زمین کو بھونچال آیا اور سخت ہولناک آواز آئی، اس طرح سب قوم تباہ ہو گئی۔ ان کا قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا ہے۔ ایک نظر وہاں کے فوائد پر ڈال لی جائے۔

ف۲ آغاز سورت میں قرآن کریم کا ذکر تھا اور اس کی تکذیب پر دھمکی دی گئی تھی، درمیان میں مکذبین حق کے واقعات بیان ہوئے، یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے یعنی قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العالمین نے اتارا، جبریل امین لیکر اترے اور تیرے پاک وصاف قلب پر اتاری گئی کیونکہ یہ ہی قلب تھا جو اللہ کے علم میں اس بھاری امانت کو اٹھانے اور سنبھالنے کے لائق تھا، چنانچہ وحی قرآنی آئی اور سیدھی تیرے دل میں اترتی چلی گئی۔ تو نے اس کو اپنے سارے دل سے سنا اور سمجھا اور محفوظ رکھا۔ شاید "علیٰ قلبک" کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو کہ نزول وحی کی جو دو کیفیتیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں (یعنی کبھی "صلصلۃ الجرس" کی طرح آنا اور کبھی فرشتہ کا آدمی کی صورت میں سامنے آکر بات کرنا) ان میں سے قرآن کی وحی اغلباً پہلی کیفیت کے ساتھ آتی تھی۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں محققین کے نزدیک فرق یہ تھا کہ پہلی حالت میں پیغمبر کو بشریت سے منخلع ہو کر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا۔ گویا اس وقت آلات جسدانیہ کو بالکل معطل کر کے صرف روحی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے، دل کے کانوں سے وحی کی آواز سنتے تھے اور دل کی آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے تھے اور دل کی الٰہی قوتوں سے ان علوم کی تلقی کرتے تھے اور محفوظ رکھتے تھے بخلاف دوسری حالت کے کہ اس میں فرشتہ کو ملکیت سے نزول کر کے بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا، اس وقت پیغمبر ان ہی ظاہری آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے اور ان ہی ظاہری کانوں کے توسط سے آواز سنتے تھے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وحی کی پہلی قسم کو احادیث میں فرمایا کہ "ھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ" (وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے) کیونکہ اس میں آپ کو بشریت سے ملکیت کی طرف صعود کرنا پڑتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۳ یعنی اتارا نہایت فصیح، واضح اور شگفتہ عربی زبان میں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ "عَلٰی قَلْبِكَ" سے مراد یہ نہیں کہ صرف مضامین قرآن کے آپ کے دل میں اتار دیئے پھر آپ نے ان کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا۔ بلکہ الفاظ اور مضامین سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر القاء کئے گئے۔

ف۴ یعنی قرآن کی اور اس کے لانیوالے کی خبر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ انبیائے سابقین برابر پیشین گوئی کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ باوجود بہت سی تحریف و تبدیل کے اب تک بھی ایک ذخیرہ اس قسم کی پیشینگوئیوں کا پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کے بیشتر مضامین اجمالاً یا تفصیلاً اگلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں خصوصاً قصص، توحید، رسالت، معاد وغیرہ مضامین جن پر تمام کتب سماویہ اور انبیاء و مرسلین کا اتفاق رہا ہے۔

ف۵ یعنی علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ یہ وہ ہی کتاب اور پیغمبر ہے جسکی خبر پہلے سے آسمانی صحیفوں میں دی گئی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے علانیہ اور بعض نے اپنی خصوصی مجلسوں میں امر حق کا اقرار کیا ہے اور بعض انصاف پسند اسی علم کی بناء پر مسلمان ہو گئے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ، غرض ایک منصف فہیم کے لئے جس کا دل حق کی طلب رکھتا اور خدا سے ڈرتا ہو، اس چیز میں بڑی نشانی ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء بھی اپنے دلوں میں قرآن کی حقانیت کو سمجھتے ہیں، گو کسی وجہ سے بعض اوقات اعلان و اقرار کی جرأت نہ کر سکیں۔

ف۶ یعنی آپ تو فصحائے عرب میں سے ہیں۔ ممکن ہے مشرکین مکہ یوں کہہ دیں کہ قرآن آپ نے خود تصنیف کر لیا ہو گا (حالانکہ قرآن اس حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے جس کا مثل تمام جن و انس بھی بنا کر نہیں لا سکتے) تاہم کہنے کو یہ احتمال پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی ہٹ دھرمی، شقاوت اور بدبختی کا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ قرآن فرض کرو، ہم کسی غیر فصیح عرب یا عجمی انسان پر اتارتے جو ایک حرف عربی کا بولنے پر قادر نہ ہوتا، بلکہ بفرض محال کسی حیوان لایعقل پر اتارا جاتا، تب بھی یہ لوگ اس کے ماننے والے نہ تھے۔ اس وقت کچھ اور احتمالات پیدا کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کافر کہتے تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان میں، اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہہ لاتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی قرآن اترتا تو یقین کرتے، فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہے نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔" (موضح القرآن)

ف۷ یعنی جو آدمی جرائم اور گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے اور اپنے قویٰ کو شرارت اور سرکشی میں لگا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے موافق ڈھیل چھوڑ دیتا ہے اور اسکے دل میں انکار و تکذیب کے اثر کو جاگزیں کر دیتا ہے۔ یہ تقریر ترجمہ کے موافق ہوئی لیکن بہت سے مفسرین نے "سلکنٰہ" کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی قرآن کو ہم نے اس طرح مجرمین کے دل میں گھسا دیا ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لا سکتے اور تکذیب کئے چلے جاتے ہیں۔ تاآنکہ دنیا یا آخرت میں دردناک عذاب کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، اس وقت مانیں گے کہ ہاں پیغمبر سچے تھے اور جو کتاب لائے تھے وہ سچی تھی، مگر اس وقت ماننا کچھ نفع نہ دیگا۔

ف۸ یعنی جب عذاب الٰہی ایک دم سر پر پہنچ جائیگا اس وقت کہیں گے کیا ہمیں تھوڑی سی مہلت دی جا سکتی ہے کہ اب توبہ کر کے اپنا چال چلن درست کر لیں اور پیغمبروں کا اتباع کر کے دکھلائیں۔ دنیا میں تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اب مہلت طلب کرنے لگے۔

ف۹ یعنی سالہا سال کی ڈھیل اور مہلت بھی جو دیگئی تھی اس وقت کچھ کام نہ آئے گی۔ اس وقت یہ برسوں کی مہلت کالعدم معلوم ہو گی اور سمجھینگے کہ واقعی بہت ہی جلدی پکڑے گئے۔ "كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا" (نازعات۔ رکوع ۲)

ف یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں اُلٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئی اور ہشیار کرنے والے پیغمبر بھیجے گئے کہ لوگ غفلت میں نہ رہیں، جب کسی طرح نہ مانے آخر غارت کئے گئے۔ العیاذ باللہ۔

ف۲ درمیان میں مکذبین کے احوال بیان فرما کر پھر اصل مضمون ہوا "إِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ" کی تکمیل و تتمیم فرماتے ہیں یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے ہاں سے جبریل امین لائے ہیں۔ شیاطین کی سکھلائی ہوئی چیز نہیں۔ بھلا شیاطین سے کہاں ممکن ہے کہ ایسی کتاب بن آئے۔ اُن کی طبائع کا خاصہ تو گمراہی، فساد، اور ظلمت پھیلانا ہے۔ اور یہ کتاب اوّل سے آخر تک رُشد و صلاح اور نورِ ہدایت سے بھری ہوئی ہے جسکی تعلیم سے وہ جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ آسمان کے نیچے بجز انبیاء کے کوئی پاکباز، صادق، خدا ترس اور خدا پرست جماعت نہیں تو اس کتاب کے علوم اور شیاطین کی طبائع میں کوئی مناسبت نہیں۔ نہ وہ اس لائق ہیں کہ اس عظیم الشان، متبرک بار امانت کو اُٹھا سکیں "لَوْ أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ" (حشر۔ رکوع ۳) روایات میں ہے کہ بعض مشرکین کا خیال تھا کہ محمد صلعم کے پاس کوئی جن آکر یہ قرآن سکھلا جاتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ وحی آنے میں کچھ دیر ہوئی تو ایک عورت نے حضورؐ کو کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا (نعوذ باللہ) ان آیات میں اسی خیال کی تردید ہے۔

ف۳ یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اُس کی حفاظت کے لئے ایسے غیبی پہرے بٹھائے گئے ہیں کہ شیاطین پاس بھی نہیں پھٹک سکتے نہ ایک حرف اُچک سکتے ہیں۔ کما قال تعالیٰ "وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا" (جن۔ رکوع ۱) وقال تعالیٰ "فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا" (جن۔ رکوع ۲) وقال تعالیٰ "لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ" (حٰم السجدۃ۔ رکوع ۵) (تنبیہ) شیاطین کے غیبی خبریں سننے کی کوشش کرنے اور ناکام رہنے کے متعلق سورۂ حجر کے شروع میں مفصل کلام کیا جا چکا ہے وہاں مطالعہ کرنا چاہئے۔

ف۴ یہ فرمایا رسول کو اور سُنایا اوروں کو یعنی جب یہ کتاب بلاشک و شبہ خدا کی اتاری ہوئی ہے، شیطان کا اس میں ذرہ بھر دخل نہیں تو چاہئے کہ اس کی تعلیم پر چلو جس میں اصل اصول توحید ہے۔ شرک و کفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی سے رُستگاری کی کوئی سبیل نہیں۔

ف۵ یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجئے کہ خیر خواہی میں اُن کا حق مقدم ہے اور ویسے بھی آدمی کی صداقت و حقانیت اقارب کے معاملہ سے پرکھی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جب یہ آیت اُتری۔ حضرتؐ نے سارے قریش کو پکار کر سُنا دیا اور اپنی پھوپی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سُنایا کہ اللہ کے ہاں اپنی فکر کرو۔ خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔"

ف۶ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو، اپنے ہوں یا پرائے۔

ف۷ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اُس سے تو بیزار ہو جا، اپنا ہو یا پرایا۔ (موضح)

ف۸ یعنی نافرمانی کرنیوالے کوئی ہوں اور کتنے ہی ہوں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سب سے بیزار ہو کر ایک خدا پر بھروسہ رکھ جو زبردست بھی ہے، کسی کی اُسکے مقابلہ میں چل نہیں سکتی، اور مہربانی فرمانے والا بھی، چنانچہ اپنی مہربانی سے تیرے حال پر ہر وقت نظرِ عنایت رکھتا ہے۔

ف۹ یعنی جب تو تہجد کو اُٹھتا ہے اور متوسلین کی خبر لیتا ہے کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اور جماعت کی نماز میں نقل و حرکت (رکوع و سجود وغیرہ) کرتا ہے، اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپؐ کے آباء مراد ہیں یعنی آپؐ کے نور کا ایک نبی کی صُلب سے دوسرے نبی کی صُلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضورؐ کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ ۛ | وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ | وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ | |

مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ ۛ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾
ڈر سنانے والے یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا ف۱ اور اس قرآن کو نہیں لے کر اُترے شیطان

وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾
اور نہ اُن سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ف۲ اُن کو تو سننے کی جگہ سے دُور کر دیا ہے ف۳

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ
سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے عذاب میں ف۴ اور ڈر سنا دے

عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ
اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۵ اور اپنے بازو نیچے رکھ اُن کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ
ایمان والے ف۶ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۷ اور بھروسہ کر

عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي
اُس زبردست رحم والے پر ف۸ جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اُٹھتا ہے اور تیرا پھرنا

السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن
نمازیوں میں ف۹ بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا میں بتلاؤں تم کو کس پر

تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ
اُترتے ہیں شیطان اُترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر ف۱۰ لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات

وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ
اور بہت اُن میں جھوٹے ہیں ف۱۱ اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۱۲ تو نے نہیں دیکھا

أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا
کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ف۱۳ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۱۴ مگر

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن
وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا



ف۱۰ یہاں پھر قرآن کے صدق اور عظمت شان پر تنبیہ فرمائی یعنی ایسے ساجدین اور تہجد گذاروں کے امام کو جو اللہ کے معاملہ میں اپنے اور بیگانے کی کوئی پروانہ کرے اور ساری دنیا سے ٹوٹ کر اکیلے خدا پر بھروسہ رکھے، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیطان اُن پر وحی لاتا تھا؟ آؤ! میں تم کو بتاؤں کہ شیطانی وحی کس قسم کے لوگوں پر آتی ہے۔ وہ آتی ہے جھوٹوں پر، بدمعاشوں اور بدکاروں پر، کیونکہ شیطان سچے اور نیک آدمیوں سے بیزار ہے کہ یہ اُس کو بُرا جانتے ہیں۔ جھوٹے دغابازوں سے خوش ہے جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں۔ بھلا سب سچوں سے زیادہ سچے اور تمام نیکوں سے بڑھ کر نیک انسان کو شیطانی وحی سے کیا نسبت حضورؐ کا صدق و امانت، اتقاء، پاکبازی، خدا ترسی تو وہ اوصاف ہیں جو بچپن سے لیکر دعوئے نبوت تک آپ کی ساری قوم کو تسلیم تھے۔ حتی کہ "الصادق الامین" آپ کا لقب ہی پڑ گیا تھا۔

ف۱۱ یعنی شیاطین کوئی ایک آدھ ناتمام بات امور غیبیہ جزئیہ کے متعلق جو سُن بھاگتے ہیں اُس میں سو جھوٹ ملا کر اپنے کاہن دوستوں کو پہنچاتے ہیں، یہ حقیقت اُنکی وحی کی ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء کی وحی کا ایک حرف اور ایک شوشہ بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ بعض نے "يُلْقُونَ السَّمْعَ" کے معنی یہ لئے ہیں، کہ شیاطین ملاءِ اعلیٰ کی طرف کان لگاتے ہیں کہ کوئی غیبی بھنک کان میں پڑ جائے، یا جھوٹے گنہگار شیاطین کی طرف کان جھکائے رکھتے ہیں کہ کوئی چیز اُدھر سے ہاتھ آئے تو چلتی کریں۔

ف۱۲ کافر لوگ پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر، سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اُس کو لگاؤ نہیں ہوتا، اسلئے اُسکی باتوں سے بجز گرمیٔ محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے

(باقی صفحہ ۵۰۲)

بقیہ فوائد صفحہ ۵۰۱۔ کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر کی صحبت میں قرآن سُن سُن کر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر آتے ہیں۔ ف۱۳ یعنی جو مضمون پکڑ لیا
اُسی کو بڑھاتے چلے گئے کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھا دیا، مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اُس میں جمع کر دیئے۔ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے غرض
جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے، پھر مُڑ کر نہیں دیکھا۔ اسی لئے شعر کی نسبت مشہور ہے "اَکذب اَو اَحسن اُو"۔ ف۱۴ یعنی شعر پڑھو تو معلوم ہو کر رستم سے زیادہ
بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہو نگے، اور جا کر ملو تو پرلے درجہ کے نامرد اور ڈرپوک۔ کبھی دیکھو تو ہٹے کٹے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نبضیں ساقط ہو چکیں، قبض روح کا انتظار ہے۔ حالی نے سچ کہا ہے
ہیں اِن کے جھوٹ کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ غرض ایک پیغمبرِ خدا اور وہ بھی خاتم الانبیاء کو اس جماعت سے کیا لگاؤ۔ اسی لئے فرمایا "وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَہٗ"۔ آپ کی جو بات تھی سچی، جچی
تُلی بادن تولے پاؤ رتی تحقیق کی ترازو میں تلی ہوئی۔ پھر جو بات زبان مبارک سے سُنی جاتی تھی وہ ہی عمل میں آنکھوں سے نظر آتی تھی۔ بھلا شاعر ایسے ہوتے ہیں؟ اور شاعری اسے کہتے ہیں؟ حاشا
ثم حاشا۔



بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۲۲۷ ع ۱۵

اُس کے پیچھے کہ اُن پر ظلم ہوا ف۱ اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ اُلٹتے ہیں ف۲

سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نمل مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسۗ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ۝۱ هُدًى وَّبُشْرٰى

یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور کھلی کتاب کی ہدایت اور خوشخبری

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

ایمان والوں کیواسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا

آخرت پر یقین ہے جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے

لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۴ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْعَذَابِ

اُنکی نظروں میں اُنکے کام سو وہ بہکے پھرتے ہیں ف۳ وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب ف۴ اور تجھ کو تو قرآن پہنچتا ہے ایک

حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

حکمت والے خبردار کے پاس سے ف۵ جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ ف۶ اب لاتا ہوں

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَاۗءَهَا

تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو ف۷ پھر جب پہنچا اسکے پاس

نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸

آواز ہوئی کہ برکت ہے اُس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو اُسکے آس پاس ہے ف۸ اور پاک ہے ذات اللہ کی جو رب سارے جہان کا ف۹



فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ مگر جو کوئی شعر ہیں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے، یا کفر کی مذمت یا گناہ کی بُرائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اُس کا جواب دے، یا کسی نے اس کو ایذا پہنچائی اُس کا جواب بحدِ اعتدال دیا، ایسا شعر عیب نہیں۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ اِن کافروں کا جواب دے اور روح القدس تیرے ساتھ ہے۔

ف۲ یہ "مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا" کی مناسبت سے فرمایا کہ ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائیگا کہ کس کروٹ اُونٹ بیٹھتا ہے سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے۔

ف۳ یعنی جن کو انجام کی کوئی فکر اور مستقبل کا خیال نہ ہو، وہ اسی دنیائے فانی کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اُن کی تمام کوششوں کا مرکز یہ ہی چندروزہ زندگی ہے جو کتاب یا پیغمبر ادھر سے ہٹا کر عاقبت کی طرف توجہ دلائے، اُس پر کیوں کان دھرنے لگے۔ وہ دنیا کے عشق میں غرق ہو کر ہادیوں پر آوازیں کستے ہیں۔ آسمانی صحیفوں کو موردِ طعن بناتے ہیں۔ پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ اور یہ ہی کام ہیں، جن کو اپنے نزدیک بہت اچھا سمجھ کر برابر گمراہی میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ (تنبیہ) تزیین کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس حیثیت سے کی کہ خالق ہر چیز کا وہ ہی ہے۔ کسی سبب پر مسبب کا ترتب بدون اُس کی مشیت و ارادہ کے نہیں ہو سکتا جیسا کہ دوسرے مواضع میں اضلال و ختم و طبع وغیرہ کی نسبت اُسکی طرف ہوئی ہے۔ سورۂ "نمل" کی ان ابتدائی آیات کا مضمون سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات سے بہت مشابہ ہے اُن کو ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے۔

ف۴ یعنی وہاں سب سے زیادہ خسارہ میں یہ ہی لوگ ہونگے۔

ف۵ یعنی اِن بدبختوں کو تیہ ضلالت میں بھٹکنے دو۔ جب انہوں نے قرآن مبین کی قدر نہ پہچانی اور اُس کی ہدایات و بشارات سے فائدہ نہ اُٹھایا تو یہ ہی حشر ہونا تھا۔ آپ تو خدا کا شکر کیجئے کہ اُس علیم و حکیم کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب آپ کو مرحمت کی گئی ہے جس سے ہر وقت تازہ بتازہ فوائد پہنچ رہے ہیں جس میں مومنین کیلئے بشارتیں ہیں اور مکذبین کو عبرتناک واقعات سنائے گئے ہیں تا سچوں کا دل مضبوط و قوی ہو اور جھوٹ کی حمایت کرنیوالے اپنی بدانجامی پر مطلع ہو جائیں۔ چنانچہ ان ہی اغراض کے لئے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کا قصہ سنایا جاتا ہے۔

ف۶ یہ "مدین" سے جاتے ہوئے وادیٔ "طُویٰ" کے قریب پہنچ کر کہا جبکہ سخت سردی کی اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے مفصل واقعہ سورۂ "طٰہٰ" کے فوائد میں گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۷ یعنی رستہ کی خبر لاتا ہوں اگر آگ کے پاس کوئی موجود ہو اور نہ کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے ایک انگارا لے آؤنگا۔ ف۸ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ دنیا کی آگ نہیں، بلکہ غیبی اور نورانی آگ ہے جس کے اندر نورِ الٰہی ظاہر ہو رہا تھا، یا اُس کی بجلی چمک رہی تھی۔ شاید وہ ہی ہو جس کو حدیث میں فرمایا "حِجَابُہُ النَّارُ" یا "حِجَابُہُ النُّوْرُ"، پھر غیب سے آواز آئی "اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا" یعنی زمین کا یہ ٹکڑا مبارک، آگ میں جو تجلی ہے وہ بھی مُبارک، اور اُس کے اندر یا اُس کے آس پاس جو ہستیاں ہیں مثلاً فرشتے یا خود موسیٰ علیہ السلام وہ سب مبارک ہیں۔ یہ غالباً موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنے کے لئے بطور اعزاز و اکرام کے فرمایا۔ ف۹ یعنی مکان، جہت، جسم، صورت اور رنگ وغیرہ سمات حدوث سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ آگ میں اُس کی تجلی کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اُس کی ذات پاک آگ میں حلول کر آئی؟ آفتاب عالمتاب قلعی دار آئینہ میں متجلی ہوتا ہے لیکن کون احمق کہہ سکتا ہے کہ اتنا بڑا کرۂ شمسی چھوٹے سے آئینہ میں سما گیا؟

ف۱ یعنی اس وقت تجھ سے کلام کرنیوالا میں ہوں، یہ سب واقعہ مفصلاً سورۂ "طٰہٰ" میں گذر چکا ف۲ شاید ابتدا میں پتلا ہوگا، یا سُرعتِ حرکت میں تشبیہ ہوگی صِغرِ جثہ میں نہیں۔
ف۳ یہ خوف طبعی تھا جو منافی نبوت نہیں۔ ف۴ یعنی اس مقام حضور و اصطفاء میں پہنچ کر ایسی چیزوں سے ڈرنے کا کیا مطلب۔ مرسلین کو لائق نہیں کہ ہماری بارگاہِ قرب میں پہنچ کر لاٹھی یا سانپ یا کسی مخلوق سے ڈریں۔ وہاں تو دل کو انتہائی سکون و طمانیت حاصل ہونا چاہیئے۔ ف۵ یہ استثناء منقطع ہے یعنی خدا کے حضور میں پہنچ کر خوف و اندیشہ صرف اُس کو ہونا چاہیئے جو کوئی زیادتی یا خطاء و تقصیر کر کے آیا ہو۔ اُسکے متعلق بھی ہمارے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ بُرائی کئے بعد اگر دل سے توبہ کر کے اپنی روش درست کر لی اور نیکیاں کر کے بُرائی کا اثر مٹا دیا تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمانیوالا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا اُس کا ڈر تھا اُن کے دل میں، اُن کو وہ معاف کر دیا۔" ف۶ نو نشانیوں کا بیان سورۂ "بنی اسرائیل" کی آیت "وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْــَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ" الخ کے تحت میں دیکھو۔ ف۷ یعنی جب وقتاً فوقتاً اُن کی آنکھیں کھولنے کے لئے وہ نشانیاں دکھلائی گئیں تو کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے حالانکہ اُن کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور جو نشان دکھلا رہے ہیں یقیناً خدائی نشان ہیں۔ جادو، شعبدہ اور نظر بندی نہیں مگر محض بے انصافی اور غرور و تکبر سے جان بوجھ کر اپنے ضمیر کے خلاف حق کی تکذیب اور سچائی کا انکار کر رہے تھے، پھر کیا ہوا چند روز بعد پتہ لگ گیا کہ ایسے ہٹ دھرم مفسدوں کا انجام کیسا ہوتا ہے سب کو بحرِ قلزم کی موجوں نے کھا لیا کسی کو گور و کفن بھی نصیب نہ ہوا۔

ف۸ حضرت سلیمانؑ حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادہ ہیں۔ باپ بیٹے میں سے ہر ایک کو اس کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا۔ شرائع و احکام اور اصول سیاست و حکمرانی وغیرہ کے علوم سب اس لفظ کے تحت میں داخل ہو گئے۔

ف۹ حق تعالیٰ نے جو علم داؤد و سلیمان علیہما السلام کو دیا تھا اُسی کا اثر یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے تھے۔ کسی نعمتِ الٰہی پر شکر ادا کرنا اصل نعمت سے بڑی نعمت ہے۔

ف۱۰ "بہت سے" اس لئے کہا کہ بہت بندگانِ خدا کو اُن پر فضیلت دی گئی ہے۔ باقی تمام مخلوق پر فضیلت کلی تو سارے جہان میں ایک ہی بندے کو حاصل ہوئی جن کا نام مبارک ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ف۱۱ یعنی داؤدؑ کے بیٹوں میں سے اُنکے اصل جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے جن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت دونوں جمع کر دیں اور وہ ملک عطا فرمایا جو اُن سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جن، ہوا اور پرندوں کو اُن کے لئے مسخر فرما دیا۔ جیسا کہ سورۂ "سبا" میں آئیگا۔

ف۱۲ اس بات کا انکار کرنا بداہت کا انکار ہوگا کہ پرندے جو بولیاں بولتے ہیں اُن میں ایک خاص حد تک افہام و تفہیم کی شان پائی جاتی ہے۔ ایک پرند جس وقت اپنے جوڑے کو بلاتا یا دانہ دینے کے لئے اپنے بچوں کو آواز دیتا یا کسی چیز سے خوف کھا کر خبردار کرتا ہے، ان تمام حالات میں اُس کی بولی اور لب و لہجہ یکساں نہیں ہوتا چنانچہ اُس کے مخاطبین اس فرق کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ اسی سے ہم سمجھتے ہیں کہ دوسرے احوال و ضروریات کے وقت بھی اُن کے چہچہوں میں (گو ہمیں کتنے ہی متشابہ و متقارب معلوم ہوں) ایسا لطیف و خفیف تفاوت ہوتا ہوگا، جسے وہ آپسمیں سمجھ لیتے ہونگے۔ تم کسی پوسٹ آفس میں چلے جاؤ اور تار کی متشابہ کھٹ کھٹ گھنٹوں سنتے رہو، تمہارے نزدیک محض بے معنی حرکات و اصوات سے زیادہ وقعت نہ ہوگی لیکن ٹیلیگراف ماسٹر فوراً بتا دیگا کہ فلاں جگہ سے فلاں آدمی یہ مضمون کہہ رہا ہے یا فلاں لیکچرار کی تقریر انہی تاروں کی کھٹکھٹاہٹ میں صاف سنائی دے رہی ہے۔ کیونکہ وہ اِن فقرات "تلغرافیہ" کی دلالت وضعیہ سے پوری طرح واقف ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس کیا بعید ہے کہ واضع حقیقی نے نغمات طیور کو بھی مختلف معانی و مطالب کے اظہار کے لئے وضع کیا ہو۔ اور جس طرح انسان کا بچہ اپنے ماں باپ کی زبان سے آہستہ آہستہ واقف ہوتا رہتا ہے، طیور کے بچے بھی اپنی فطری استعداد سے اپنے بنی نوع کی بولیوں کو سمجھنے لگتے ہوں اور بطور ایک پیغمبرانہ اعجاز کے حق تعالیٰ کسی نبی کو بھی اُن کا علم عطا فرما دے۔ حیوانات کے لئے جزئی ادراکات کا حصول تو پہلے سے مُسلّم چلا آتا ہے لیکن یورپ کی جدید تحقیقات اب حیوانات کی عاقلیت کو آدمیت کی سرحد سے قریب کرتی جاتی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کی بولیوں کی "ابجد" تیار کی جارہی ہے۔ قرآن کریم نے خبر دی تھی کہ "ہر چیز اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتی ہے جسے تم سمجھتے نہیں اور ہر پرندہ اپنی صلوٰۃ و تسبیح سے واقف ہے۔" احادیث صحیحہ میں حیوانات کا تکلم، بلکہ جمادات محضہ کا بات کرنا اور تسبیح پڑھنا ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اپنے خالق کی اجمالی مگر صحیح معرفت ہر چیز کی فطرت میں تہ نشین کر دی گئی ہے پس اُنکی تسبیح و تحمید یا بعض محاورات و خطابات پر بعض بندگانِ خدا کا بطور خرق عادت مطلع کر دیا جانا از قبیل محالات عقلیہ نہیں۔ ہاں عام عادت کے خلاف ضرور ہے۔ سو اعجاز و کرامت اگر عام عادت اور معمول کے موافق ہوا کرے تو اعجاز و کرامت ہی کیوں کہلائے (خوارق عادت پر ہم نے مستقل مضمون لکھا ہے اُسے ملاحظہ کر لیا جائے) بہر حال اس رکوع میں کئی معجزے اس قسم کے مذکور ہیں۔ جن میں زائغین نے عجیب طرح کی رکیک اور لچر تحریفات شروع کر دی ہیں، کیونکہ بعض طیور کا اپنی بولی میں آدمیوں کے بعض علوم کو ادا کرنا، یا چیونٹیوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب بنانا اور سلیمان پیغمبر کا اُن کو سمجھ لینا یہ سب باتیں اُن کے نزدیک ایسی لغو اور احمقانہ ہیں جن پر ایک بچہ بھی یقین نہیں کر سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ لاکھوں محققین اور علمائے سلف و خلف کی نسبت خیال کرنا کہ وہ ایسی کچی، لغو اور بدیہی البطلان باتوں کو

(باقی صفحہ ۵۰۴)



يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا
اے موسٰی وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا ف۱ اور ڈال دے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اسکو
تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰي لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ
پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک ف۲ لوٹا پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا ف۳ اے موسٰی مت ڈر میں جو ہوں
لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ
میرے پاس نہیں ڈرتے رسول ف۴ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی برائی کے
سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ
پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۵ اور ڈال دے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے سفید ہو کر
مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو نشانیاں لیکر جا فرعون اور اسکی قوم کی طرف بیشک وہ تھے لوگ
فٰسِقِيْنَ ۝۱۲ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳ وَ
نافرمان ف۶ پھر جب پہنچیں انکے پاس ہماری نشانیاں سجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح اور
جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
اُن کا انکار کیا اور اُن کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے، سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ
انجام خرابی کرنیوالوں کا ف۷ اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم ف۸ اور بولے شکر
لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۵ وَوَرِثَ
اللہ کا جس نے ہم کو بزرگی دی ف۹ اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر ف۱۰ اور قائم مقام ہوا
سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا
سلیمان داؤد کا ف۱۱ اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے بولی اڑتے جانوروں کی ف۱۲ اور دیا ہم کو
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
ہر چیز میں سے ف۱۳ بیشک یہی ہے فضیلت صریح اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اسکے لشکر

**بقیہ فوائد صفحہ ۵۰۳** - جنہیں ایک بچّہ اور گنوار بھی نہیں مان سکتا تھا بلا تردید وتکذیب بیان کرتے چلے آئے اور ان اوہام کو رَد کر کے مضمون آیات کی صحیح حقیقت جو تم پر آج منکشف ہوئی ہے کسی نے بیان نہ کی؟ یہ خیال اُن باتوں سے بھی بڑھ کر لغو اور احمقانہ ہے جن کی لغویت کو تم تسلیم کرانا چاہتے ہو۔ علماء سے ہر زمانہ میں غلط فہمی یا خطاء و تقصیر ہو سکتی ہے، مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ شب و روز کی جن محسوسات اور پیش پا افتادہ حقائق کو انسان کا بچّہ بچّہ جانتا ہے وہ صدیوں تک بڑے بڑے عقلمند اور محقق علماء کو ایک دن بھی نظر نہ آئی ہوں - یاد رہے کہ ہم اسرائیلی خرافات کی تائید نہیں کر رہے - ہاں جس حد تک اکابر سلف نے بلا اختلاف کلام الٰہی کا مدلول بیان کیا ہے اُس کو ضرور تسلیم کرتے ہیں خواہ وہ اسرائیلی روایات کے موافق پڑ جائیں یا مخالف -

**ف ۱۳** یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت و نبوت کے لئے جو چیزیں اور سامان درکار تھے وہ عطا فرمائے -

**فوائد صفحہ ہذا** - **ف ۱** یعنی سلیمان علیہ السلام جب کسی طرف کُوچ کرتے تو جن، انس، طیور تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسب ضرورت و مصلحت ساتھ لئے جاتے تھے - اور اُن کی جماعتوں میں خاص نظم و ضبط قائم رکھا جاتا تھا - مثلاً پچھلی جماعتیں تیز چل کر یا اُڑ کر اگلی جماعتوں سے آگے نہیں نکل سکتی تھیں - نہ کوئی سپاہی اپنے مقام اور ڈیوٹی کو چھوڑ کر جا سکتا تھا جس طرح آج برّی بحری اور ہوائی طاقتوں کو ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ کام میں لایا جاتا ہے -



مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝۱۷ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ
جن اور انسان اور اُڑتے جانور پھر اُنکی جماعتیں بنائی جاتیں **ف ۱** یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے
النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ
میدان پر **ف ۲** کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو
سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۸ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا
سلیمان اور اُس کی فوجیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو **ف ۳** پھر مسکرا کر ہنس پڑا اُس کی بات سے **ف ۴**
وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ
اور بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تُو نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ
اور یہ کہ کروں کام نیک جو تُو پسند کرے اور ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں
الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۹ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ
میں **ف ۵** اور خبر لی اُڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو یا
كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝۲۰ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ
ہے وہ غائب **ف ۶** اُس کو سزا دونگا سخت سزا **ف ۷** یا ذبح کر ڈالوں گا
اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۱ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا
یا لائے میرے پاس کوئی سند صریح **ف ۸** پھر بہت دیر نہ کی کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی
لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝۲۲ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً
کہ تجھ کو اُسکی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سَبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی **ف ۹** میں نے پایا ایک عورت کو
تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝۲۳ وَجَدْتُّهَا
جو اُن پر بادشاہی کرتی ہے اور اُس کو ہر ایک چیز ملی ہے **ف ۱۰** اور اُس کا ایک تخت ہے بڑا **ف ۱۱** میں نے پایا
وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
کہ وہ اور اُسکی قوم سجدہ کرتے ہیں سُورج کو اللہ کے سوائے اور بھلے دکھلا رکھے ہیں اُن کو شیطان نے



**ف ۲** یعنی سلیمانؑ کا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایسے میدان کی طرف گذر ہوا جہاں چیونٹیوں کی بڑی بھاری بستی تھی - (تنبیہ) جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں اُسے زبان عرب میں "قریۃ النمل" کہتے ہیں - (چیونٹیوں کی بستی) مفسّرین نے مختلف بلاد میں کئی ایسی وادیوں کا پتہ بتلایا ہے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت تھیں، اُن میں سے کسی ایک پر حسب اتفاق حضرت سلیمان علیہ السلام کا گذر ہوا -

**ف ۳** یعنی یہ ایسے تو نہیں جو جان بوجھ کر تم کو ہلاک کریں، ہاں ممکن ہے بے خبری میں پس جاؤ - حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "چیونٹی کی آواز کوئی (آدمی) نہیں سنتا، اُنہیں (سلیمان علیہ السلام کو) معلوم ہو گئی" یہ اُن کا معجزہ ہوا - (تنبیہ) علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے - آدمیوں کی طرح چیونٹیوں کے خاندان اور قبائل ہیں اُن میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارات نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں محققین یورپ نے مدتوں اُن اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں - افسوس ہے ان مختصر فوائد میں اُن کی گنجائش نہیں محض مقام کی مناسبت سے "دائرۃ المعارف المصریہ" کے آخری جملے نقل کرتا ہوں "فمتیٰ داھم عدوٌّ قریۃَ النمل اختفتِ العَمَلۃُ وخرجتِ الجنودُ للقتالِ والنضالِ فیخرجُ اَوّلاً واحدٌ منھا للاستطلاعِ ثمّ یعودُ مخبراً ایمارًائی وبعدَ ھُنیہۃٍ تخرجُ ثلاثۃٌ او اربعۃٌ یتبعُھا عددٌ کثیفٌ من الجیوشِ بادیۃٌ علیہم علائمُ الحنقِ فتلدغُ کلَّ ما صادفتہُ ولا تُفلِتُ مَنْ تلدغہُ ولو قُطِّعتْ اِرْبًا اِرْبًا فاذا انتھی القتالُ رجعَ الفعلۃُ فاعادوا بناءَ ما تھدّمَ یتخلّلھا عددٌ من الجنودِ للحراسۃِ لا للعملِ" - مذکورہ جملوں میں بتلایا ہے کہ خطرہ کی آہٹ پا کر اوّل ایک چیونٹی باہر نکلتی اور واپس جا کر اپنی قوم کو اپنی معلومات سے آگاہ کرتی ہے - باقی سلیمان علیہ السلام کا پتہ لگا لینا اور سلیمانؑ کا اُسکی بات پر مطلع ہو جانا بطریق خرق عادت تھا -

**ف ۴** اُس چیونٹی کی بات سمجھ کر تعجّب ہوا اور فرطِ سرور و نشاط سے ادائے شکر کا جذبہ جوش میں آیا -

**ف ۵** یعنی حیران ہوں تیرے انعاماتِ عظیمہ کا شکر کس طرح ادا کروں، پس آپ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے پورا شاکر بنا دیجئے زبان سے بھی اور عمل سے بھی - اور اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں (جو انبیاء و مرسلین ہیں) محشور فرمائیے -

**ف ۶** کسی ضرورت سے سلیمان علیہ السلام نے اُڑنے والی فوج کا جائزہ لیا، ہُدہُد اُن میں نظر نہ پڑا - فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد کو میں نہیں دیکھتا - آیا پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آیا، یا حقیقت میں غیر حاضر ہے؟ (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمان مختلف کام لیتے تھے مثلاً ہوائی سفر میں اُن کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا، یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا، یا نامہ بری کرنا وغیرہ - ممکن ہے اُس وقت ہُدہُد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو - مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو ہُدہُد کو محسوس ہو جاتا ہے - اور یہ کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالیٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسّہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے - اسی ہُدہُد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کینچوا ہو اُسے محسوس کر کے فوراً نکال لیتا ہے حتیٰ کہ کبھی کبھی ایک دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کینچوا نکلتا ہے -

**ف ۷** مثلاً اُس کے بال و پر نوچ ڈالونگا -

**ف ۸** یعنی اپنی غیر حاضری کا واضح عذر پیش کرے -

**ف ۹** حضرت سلیمان کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا - اب پہنچا - سَبا ایک قوم کا نام ہے اُن کا وطن عرب میں تھا "یمن" کی طرف (موضح القرآن) گویا ہُدہُد کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا "وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا" اُن کو ایک جزئی کی اطلاع ہُدہُد نے دی -

**ف ۱۰** ہر ایک چیز میں،

(بقیہ صفحہ ۵۰۵)

بقیہ فوائد صفحہ ۵۰۴ - مال، اسباب، فوج، اسلحہ، اور حسن وجمال سب آگیا۔ **ف۱۱** یعنی اُس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت ایسا پُرتکلف ومُرصّع اور بیش قیمت تھا کہ اُس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا۔ مفسرین ملکہ کا نام "بلقیس" لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔



أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿۲۴﴾ أَلَّا يَسْجُدُوا

اُن کے کام پھر روک دیا ہے اُن کو رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے **ف۱** کیوں نہ سجدہ کریں

لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ

اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو

وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۲۵﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۩ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ

اور جو ظاہر کرتے ہو **ف۲** اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوائے پروردگار تخت بڑے کا **ف۳** سلیمان نے کہا ہم اب

أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿۲۷﴾ اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ

دیکھتے ہیں، تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے **ف۴** لے جا میرا یہ خط اور ڈال دے

إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ

اُن کی طرف پھر اُن کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں **ف۵** کہنے لگی اے دربار والو

إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ﴿۲۹﴾ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

میرے پاس ڈالا گیا ایک خط عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے **ف۶** اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے

الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۳۰﴾ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يَا أَيُّهَا

نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکمبردار ہو کر **ف۷** کہنے لگی اے

الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ﴿۳۲﴾

دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک **ف۸**

قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي

وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ

مَاذَا تَأْمُرِينَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَ

لے جو حکم کرے **ف۹** کہنے لگی بادشاہ جب گھستے ہیں کسی بستی میں اُس کو خراب کر دیتے ہیں

جَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۳۴﴾ وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ

اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے اور میں بھیجتی ہوں اُن کی طرف



**فوائد صفحہ ہذا - ف۱** یعنی وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے شیطان نے اُن کی راہ مار دی، اور مشرکانہ رسوم واطوار کو اُن کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اِسی لئے وہ راہِ ہدایت نہیں پاتے۔ ہُدہُد نے یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی۔

**ف۲** غالباً یہ ہُدہُد کے کلام کا تتمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جانور اپنے خالق کی صحیح معرفت فطرۃً رکھتے ہیں۔ یا بطور خرق عادت اُسی ہُدہُد کو اس طرح کی تفصیلی معرفت عطا کی گئی ہو۔ خدا چاہے تو ایسی معرفت ایک خشک لکڑی میں پیدا کر دے۔ باقی جانوروں میں فطری طور پر اس قسم کی عقل ومعرفت کا موجود ہونا جسے صدر شیرازی نے "اسفار اربعہ" میں "علم حضوری" یا "شعور بسیط" سے تعبیر کیا ہے اِس کو مستلزم نہیں کہ اُنکی طرف انبیاء مبعوث ہوں۔ کیونکہ یہ فطری معرفت کسبی نہیں، جبلی ہے۔ اور بعثت انبیاء کا تعلق کسبیات سے ہوتا ہے۔ نیز یہ صحیح نہیں کہ جس چیز میں کوئی درجہ عقل وشعور کا ہو وہ مکلف بھی ہو۔ مثلاً شریعت حقہ نے صبی کو مکلف قرار نہیں دیا۔ حالانکہ قبل از بلوغ اُس میں خاصا درجہ عقل کا موجود ہے اسی سے حیوانات کی عاقلیت کا اندازہ کر لو۔ (تنبیہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ہُدہُد کی روزی ہے ریت سے کیڑے نکال نکال کر کھانا۔ نہ دانہ کھائے نہ میوہ۔ اُس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے"۔ شاید اسی لئے يُخْرِجُ الْخَبْءَ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ واللہ اعلم۔

**ف۳** یعنی اُس کے عرش عظیم سے بلقیس کے تخت کو کیا نسبت۔

**ف۴** یعنی تیرے جھوٹ سچ کا امتحان کرتا ہوں۔

**ف۵** یعنی سلیمانؑ نے ایک خط لکھ کر ہُدہُد کے حوالہ کیا کہ ملکہ "سبا" کو پہنچا دے اور جواب لے کر آ۔ اور دیکھنا خط پہنچا کر وہاں سے ایک طرف ہٹ جانا۔ کیونکہ قاصد کا وہیں سر پر کھڑا رہنا آدابِ شاہانہ کے خلاف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی آپ کو چھپا، لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ، ہُدہُد خط لے گیا، بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی۔ روزن میں سے جا کر اُس کے سینہ پر رکھ دیا" (موضح)

**ف۶** بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں اور درباریوں کو جمع کیا، کہنے لگی کہ میرے پاس یہ خط عجیب طریقہ سے پہنچا ہے جو ایک بہت بڑے معزز ومحترم بادشاہ (سلیمان) کی طرف سے آیا ہے۔ غالباً حضرت سلیمان کا نام اور اُن کی بےمثال حکومت وشوکت کا شہرہ پہلے سے سُن چکی ہوگی۔

**ف۷** ایسا مختصر، جامع اور پُرعظمت خط شاید ہی دنیا میں کسی نے لکھا ہو۔ مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ نہ ہوگا۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو اور حکمبردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری شیخی اور تکبر میرے آگے کچھ نہ چلے گی۔

**ف۸** یعنی مشورہ دو کیا جواب دیا جائے اور کیا کارروائی کی جائے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں کسی اہم معاملہ کا فیصلہ بدون تمہارے مشورہ کے نہیں کرتی۔

**ف۹** یعنی ہمارے پاس زور وطاقت اور سامانِ حرب کی کمی نہیں۔ نہ کسی بادشاہ سے دبنے کی ضرورت، تیرا حکم ہو تو ہم سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آگے تو مختار ہے سوچ سمجھ کر حکم دے۔ ہماری گردن اُس کے سامنے خم ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درباریوں کی صلاح لڑائی کرنے کی تھی مگر ملکہ نے اس میں تعجیل مناسب نہ سمجھی اور ایک بین بین صورت اختیار کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

ف۱ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون خط کی عظمت و شوکت اور دوسرے قرائن و آثار سے بلقیس کو یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ پر ہم غالب نہیں آسکتے اور کم از کم اس کا قوی احتمال تو ضرور تھا۔ اُس نے بتلایا کہ ایسی شان شکوہ رکھنے والے بادشاہوں سے لڑنا کھیل نہیں۔ اگر وہ غالب آگئے (جیسا کہ قوی امکان ہے) تو ملوک و سلاطین کی عام عادت کے موافق تمہارے شہروں کو تہ و بالا کر کے رکھدینگے۔ اور وہ انقلاب ایسا ہوگا جس میں بڑی عزت والے سرداروں کو ذلیل و خوار ہونا پڑیگا۔ لہٰذا میرے نزدیک بہتر ہے کہ ہم جنگ کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اُن کی طاقت، طبعی رُجحانات، نوعیت حکومت اور اس بات کا پتہ لگائیں کہ اُن کی دھمکیوں کی پُشت پر کونسی قوت کار فرما ہے۔ اور یہ کہ واقعی طور پر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اگر کچھ تحائف و ہدایا دے کر ہم آنیوالی مصیبت کو اپنے سر سے ٹال سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا ورنہ جو کچھ رویہ معلوم ہو جائیگا ہم اُسکے مناسب کارروائی کرینگے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "بلقیس نے چاہا کہ اس بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس چیز سے ہے۔ مال، خوبصورت آدمی، یا نادر سامان، سب قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیجی تھیں۔"

ف۲ یعنی یہ تحفہ تمہیں ہی مبارک رہے، کیا تم نے مجھے محض ایک دُنیوی بادشاہ سمجھا جو مال و متاع کا لالچ دیتے ہو، تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے جو روحانی و مادی دولت مجھے عطاء فرمائی ہے وہ تمہارے مُلک و دولت سے کہیں بڑھ کر ہے ان سامانوں کی ہمیں کیا پروا۔

ف۳ یعنی قیدی نہیں گے، جلاوطن ہونگے اور ذلّت و خواری کے ساتھ دولت و سلطنت سے دستبردار ہونا پڑیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اور کسی پیغمبر نے اِس طرح کی بات نہیں فرمائی، سلیمانؑ کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا۔"

ف۴ قاصد نے واپس جا کر پیغام جنگ پہنچا دیا۔ بلقیس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بادشاہ نہیں ان کی قوت خدائی زور سے ہے۔ جدال و قتال سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، نہ کوئی حیلہ اور زور اِن کے رُو برُو چل سکتا ہے آخر اظہار اطاعت و انقیاد کی غرض سے بڑے ساز و سامان کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے روانہ ہو گئی جب مُلک شام کے قریب پہنچی، حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے فرمایا کوئی ہے جو بلقیس کا تخت شاہی اُس کے پہنچنے سے پیشتر میرے سامنے حاضر کر دے۔ اس میں بھی حضرت سلیمانؑ کو کئی طرح بلقیس پر اپنی خداداد عظمت و قوت کا اظہار مقصود تھا۔ تا وہ سمجھ لے کہ یہ نرے بادشاہ نہیں، کوئی اور فوق العادت باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ (تنبیہ) "قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ" سے معلوم ہوا کہ اسلام و انقیاد سے پہلے حربی کا مال مباح ہے۔

ف۵ حضرت سلیمانؑ کا دربار روزانہ ایک معین وقت تک لگتا تھا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ آپ دربار سے اُٹھ کر جائیں، مَیں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، مگر اس کو پھر کچھ عرصہ لگتا۔ حضرت سلیمانؑ اس سے بھی زیادہ جلدی چاہتے تھے۔

ف۶ "زور آور" ہوں، یعنی اپنی قوتِ بازو سے بہت جلد اُٹھا کر لا سکتا ہوں، اللہ نے مجھ کو قدرت دی ہے اور "معتبر ہوں" یعنی اس میں خیانت نہ کرونگا۔ کہتے ہیں تخت بہت بیش قیمت تھا، سونے چاندی کا اور لعل و جواہر جڑے تھے۔

ف۷ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمانؑ کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اُس نے عرض کیا کہ مَیں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ کسی طرف دیکھئے، قبل اس کے آپ اُدھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا۔



بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف۱ پھر جب پہنچا سلیمان کے پاس بولا

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ

کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے، سو جو اللہ نے مجھ کو دیا بہتر ہے اُس سے جو تم کو دیا ہے، بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے

تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَ

خوش رہو ف۲ پھر جا اُن کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں اُن پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے اُن سے اور

لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ

نکال دینگے اُن کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہونگے ف۳ بولا اے دربار والو تم میں کوئی ہے

يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ

کہ لے آوے میرے پاس اُس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں میری پاس حکمبردار ہو کر ف۴ بولا ایک دیو جنوں میں

الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

سے مَیں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اُٹھے اپنی جگہ سے ف۵ اور مَیں اُس پر زور آور ہوں

اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ

معتبر ف۶ بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مَیں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اُسکو

يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ

پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ ف۷ پھر جب دیکھا اُس کو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا

رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ

فضل ہے ف۸ میرے جانچنے کو کہ مَیں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ف۹ اور جو کوئی شکر کرے، سو شکر کرے اپنے واسطے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

اور جو کوئی ناشکری کرے، سو میرا رب بے پروا ہے کرم والا ف۱۰ کہا رُوپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے آگے اُسکے تخت کا ہم دیکھیں

اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ

سمجھ پاتی ہے یا اُن لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سمجھ نہیں ف۱۱ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا



ف۸ یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا، اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے، جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اُس کے نبی کا معجزہ اور اُس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمان پر بھی اُس کی شکر گذاری عائد ہوئی، (تنبیہ) معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سُورج یا زمین کا کُرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تخت بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے "شام" پہنچا دے حالانکہ تخت بلقیس کو سُورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔

ف۹ حضرت سلیمان ہر ہر قدم پر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکر گذاری کے لئے تیار رہتے تھے گویا یہ "اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا" کے حکم کی تعمیل تھی۔

ف۱۰ یعنی شکر گذاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مزید انعامات مبذول ہوتے ہیں، ناشکری کریگا تو خدا کا کیا نقصان، وہ ہمارے شکریوں سے قطعاً بے نیاز اور بذاتِ خود کامل الصفات اور منبع الکمالات ہے۔ ہمارے کفرانِ نعمت سے اُسکی کسی صفت کمالیہ میں کمی نہیں آجاتی۔ یہ بھی اُس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ ایسے کریم کی ناشکری کرنیوالا پرلے درجہ کا بیحیا اور احمق ہے۔

ف۱۱ یعنی تخت کا رنگ روپ تبدیل کر دو۔ اور اُس کی وضع و ہیئت بدل ڈالو، جسے دیکھ کر بلقیس بآسانی نہ سمجھ سکے۔ اس سے بلقیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا کہ ہدایت پانے کی استعداد اُس میں کہاں تک موجود ہے۔

اَهٰكَذَا عَرۡشُكِ ؕ قَالَتۡ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوۡتِيۡنَا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهَا وَكُنَّا

کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے ف۱ اور ہم کو معلوم ہو چکا پہلے سے، اور ہم ہو چکے

مُسۡلِمِيۡنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتۡ تَّعۡبُدُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتۡ

حکم بردار ف۲ اور روک دیا اُس کو اُن چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے سوائے البتہ وہ تھی

مِنۡ قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ ﴿٤٣﴾ قِيۡلَ لَهَا ادۡخُلِى الصَّرۡحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتۡهُ حَسِبَتۡهُ

منکر لوگوں میں ف۳ کسی نے کہا اُس عورت کو اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اُس کو خیال کیا

لُجَّةً وَّكَشَفَتۡ عَنۡ سَاقَيۡهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ ؕ

کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں اپنی پنڈلیاں ف۴ کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اُس میں شیشے ف۵

قَالَتۡ رَبِّ اِنِّىۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِىۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ

بولی اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے

الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ

سارے جہان کا ف۶ اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو کہ بندگی کرو اللہ کی

فَاِذَا هُمۡ فَرِيۡقٰنِ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّيِّئَةِ

پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف۷ کہا اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو بُرائی کو

قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ لَوۡلَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرۡنَا

پہلے بھلائی سے کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے ف۸ بولے ہم نے منحوس

بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿٤٧﴾

قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ف۹ کہا تمہاری بُری قسمت اللہ کے پاس ہے ف۱۰ کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۱۱

وَكَانَ فِى الۡمَدِيۡنَةِ تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَ

اور تھے اُس شہر میں نو شخص کہ خرابی کرتے ملک میں اور

لَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿٤٨﴾ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا بِاللّٰهِ لَـنُبَيِّتَـنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ

اصلاح نہ کرتے ف۱۲ بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اُس پر اور اُسکے گھر پر پھر کہہ دینگے



ف۱ نہ کہا کہ ہاں وہ ہی ہے اور نہ بالکل نفی کی، جو حقیقت تھی ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دی کہ تخت وہ ہی ہے مگر کچھ اوصاف میں فرق آ گیا۔ اور فرق چونکہ معتد بہ نہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہ ہی ہے۔

ف۲ یعنی اس معجزہ کی حاجت نہ تھی، ہم کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ سلیمان محض بادشاہ نہیں، اللہ کے مقرب بندہ ہیں اور اسی لئے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و انقیاد کا رستہ اختیار کیا

ف۳ یعنی حق تعالیٰ نے یا سلیمان علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا۔ جس میں وہ بمعیت اپنی قوم کے مبتلا تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کفار کی تقلید و صحبت نے اُس کو ایسا کرنے سے روک رکھا تھا۔ نبی کی صحبت میں پہنچ کر وہ روک جاتی رہی۔ ورنہ سلیمان علیہ السلام کی صداقت کا اجمالی علم اُس کو پہلے ہی ہو چکا تھا۔

ف۴ یعنی پانی میں گھسنے کے لئے پائنچے چڑھا لئے جیسے عام قاعدہ ہے کہ پانی کی گہرائی پوری طرح پر معلوم نہ ہو تو گھسنے والا شروع میں پائنچے چڑھا لیتا ہے۔

ف۵ حضرت سلیمان علیہ السلام دیوانخانہ میں بیٹھے تھے۔ اُس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا۔ صاف شیشہ دُور سے نظر آتا کہ پانی لہرا رہا ہے۔ اور ممکن ہے شیشہ کے نیچے واقعی پانی ہو یعنی حوض کو شیشہ سے پاٹ دیا ہو۔ اُس نے پانی میں گھسنے کے لئے پنڈلیاں کھولیں سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشے کا فرش ہے پانی نہیں، اُس کو اپنی عقل کا قصور اور اُنکی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں وہ ہی صحیح ہو گا۔ اور یہ بھی پتہ لگ گیا کہ جس ساز و سامان پر اُس کی قوم کو ناز تھا، یہاں اُس سے بڑھ کر سامان موجود ہے۔ گویا سلیمان علیہ السلام نے اُس کو متنبہ فرما دیا کہ آفتاب و ستاروں کی چمک پر مفتوں ہو کر انہیں خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے آدمی شیشہ کی چمک دیکھ کر پانی گمان کر لے۔

ف۶ یعنی اے پروردگار! میں تیری حکمبردار ہو کر سلیمان کا راستہ اختیار کرتی ہوں، اب تک میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا کہ شرک و کفر میں مبتلا رہی، اب اُس سے تائب ہو کر تیری بارگاہ ربوبیت کی طرف رجوع کرتی ہوں۔

ف۷ یعنی ایک ایمان والے اور ایک مُنکر، جیسے مکّہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے۔ قوم "ثمود" کے جھگڑنے کی قدرے تفصیل سورۂ "اعراف" کی اِن آیات میں گذر چکی۔ "قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ" الخ (اعراف۔ رکوع ۱۰)

ف۸ حضرت صالح علیہ السلام نے اُن کو بہت سمجھایا ہر طرح فہمائش کی اور آخر میں عذاب کی دھمکی دی۔ جس پر وہ کہنے لگے "يٰصٰلِحُ ائۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ" (اعراف۔ رکوع ۱۰) یعنی سچا ہے تو عذاب الٰہی ہم پر لے آ، دیر کس بات کی ہے۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ کمبختو! ایمان و توبہ اور بھلائی کی راہ تو اختیار نہیں کرتے جو دنیا و آخرت میں کام آئے۔ اُلٹے بُرائی طلب کرنے میں جلدی مچا رہے ہو۔ بُرا وقت آ پڑیگا تو ساری طمطراق ختم ہو جائیگی۔ ابھی موقع ہے کہ گناہوں سے توبہ کر کے محفوظ ہو جاؤ۔ کیوں توبہ و استغفار نہیں کرتے جو حق تعالیٰ عذاب کی جگہ اپنی رحمتیں تم پر نازل فرمائے۔

ف۹ یعنی جب سے تیرا منحوس قدم آیا ہے اور یہ باتیں شروع کی ہیں ہم پر قحط وغیرہ کی سختیاں پڑتی جاتی ہیں اور گھر گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے۔

ف۱۰ یعنی یہ سختیاں یا بُرائیاں میری وجہ سے نہیں۔ تمہاری بدقسمتی سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرارتوں اور بداعمالیوں کے سبب سے مقدر کی ہیں۔

ف۱۱ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

ف۱۲ یہ نو شخص شاید نو جماعتوں کے سردار ہونگے جن کا کام ملک میں فساد پھیلانے اور خرابی ڈالنے کے سوا کچھ نہ تھا۔ اصلاح و درستی کی طرف اُن کا قدم کبھی نہ اُٹھتا تھا مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخکنی اور پیغمبر کی دشمنی میں ساعی رہتے تھے بعض مفسرین نے ان کے نام لکھے ہیں۔

ف۱ یعنی آپس میں معاہدے اور حلف ہوئے کہ سب مل کر رات کو حضرت صالح کے گھر پر ٹوٹ پڑو اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ پھر جب کوئی اُن کے خون کا دعویٰ کرنیوالا کھڑا ہو تو کہہ دینا ہمیں خبر نہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ اُس کے گھر کی تباہی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ گویا ہم خود تو ایسی حرکت کیا کرتے اُس وقت موقع پر موجود بھی نہ تھے۔ اس طرح کی متفقہ سازش اور دروغ گوئی سے ہم میں ایک بھی ملزم نہ ٹھہر سکے گا جس سے اُنکے حمایتی خونبہا وصول کریں۔ ف۲ اُن کا مکر تو وہ جھوٹی سازش تھی اور خدا کا مکر تھا اُن کو ڈھیل دینا کہ خوب دل کھول کر اپنی شرارتوں کی تکمیل کرلیں۔ تا مستحق عذاب عظیم ہونے میں کوئی حُجّت وعذر باقی نہ رہے وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم حضرت صالح کا قصہ ختم کر رہے ہیں۔ یہ خبر نہ تھی کہ اندر اندر اُن ہی کی جڑ کٹ رہی ہے اور ان ہی کا قصہ ختم ہو رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ اُن کی ہلاکت کے اسباب پورے ہونے تھے، شرارت جب تک حد کو نہ پہنچے ہلاکت نہیں آتی"۔ ف۳ اُن نو اشخاص نے اوّل اتفاق کرکے اونٹنی کو ہلاک کیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اب تین دن سے زیادہ مہلت نہیں عذاب آکر رہیگا۔ تب آپس میں ٹھہرایا کہ ہم تو خیر تین دن کے بعد ہلاک کیے جائینگے ان کا تین دن سے پہلے ہی کام تمام کردو۔ چنانچہ شب کے وقت حضرت صالح کے گھر پر چھاپہ مارنے اور اُن کو مع اہل وعیال کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ نو آدمی اس ناپاک مقصد کے لیے تیار ہو کر نکلے باقی کفار اُن کے تابع یا معین تھے۔ حق تعالیٰ نے حضرت صالح کی حفاظت فرمائی۔ فرشتوں کا پہرہ لگادیا، آخر وہ نو عذاب سماوی سے تباہ ہوئے اور اپنے ساتھ قوم کو بھی تباہ کرایا۔

لِوَلِیِّہٖ مَا شَہِدْنَا مَہْلِكَ اَہْلِہٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۴۹ وَمَکَرُوْا مَکْرًا
اُسکے دعویٰ کرنیوالے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اُس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں ف۱ اور انہوں نے بنایا ایک
وَّمَکَرْنَا مَکْرًا وَّہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۵۰ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکْرِہِمْ
فریب اور ہمنے بنایا ایک فریب اور اُنکو خبر نہ ہوئی ف۲ پھر دیکھ لے کیسا ہوا انجام اُن کے فریب کا
اَنَّا دَمَّرْنٰہُمْ وَقَوْمَہُمْ اَجْمَعِیْنَ ۵۱ فَتِلْكَ بُیُوْتُہُمْ خَاوِیَۃً بِمَا
کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے اُن کو اور اُن کی قوم کو سب کو ف۳ سو یہ پڑے ہیں اُنکے گھر ڈھیے ہوئے بسبب اُن کے
ظَلَمُوْا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۵۲ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
انکار کے ف۴ البتہ اِس میں نشانی ہے اُن لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ف۵ اور بچا دیا ہمنے اُن کو جو یقین لائے تھے
وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۵۳ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ وَاَنْتُمْ
اور بچتے رہے تھے ف۶ اور لوط کو جب کہا اُس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم
تُبْصِرُوْنَ ۵۴ اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَہْوَۃً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ
دیکھتے ہو ف۷ کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْہَلُوْنَ ۵۵ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو ف۸ پھر اور کچھ جواب نہ تھا اُس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے
اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ اِنَّہُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَہَّرُوْنَ ۵۶ فَاَنْجَیْنٰہُ
نکال دو لُوطؑ کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے ف۹ پھر بچا دیا ہم نے
وَاَہْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ قَدَّرْنٰہَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۵۷ وَاَمْطَرْنَا
اُسکو اور اُسکے گھر والوں کو ف۱۰ مگر اُس کی عورت، مقرر کر دیا تھا ہمنے اُسکو رہ جانیوالوں میں ف۱۱ اور برسا دیا ہم نے
عَلَیْہِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۵۸ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ
اُن پر برساؤ پھر کیا بُرا برساؤ تھا اُن ڈرائے ہوؤں کا ف۱۲ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور
سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی آٰللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۵۹
سلام ہے اُس کے بندوں پر جن کو اُس نے پسند کیا ف۱۳ بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ف۱۴



ف۴ مکہ والے شام کا سفر کرتے تو راستہ پر "وادی القریٰ" میں ثمود کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے تھے "فَتِلْكَ بُیُوْتُہُمْ خَاوِیَۃً" الخ میں ان ہی کی طرف اشارہ ہے۔

ف۵ یعنی جانیوالوں کو چاہیے کہ ان واقعات ہائلہ سے عبرت حاصل کریں۔

ف۶ یعنی حضرت صالح کے رفقاء جو ایمان لائے اور کفر وعصیان سے بچتے تھے۔ ہم نے اُن کو عذاب کی لپیٹ سے بچا دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو! مومن وکافر ملے جلے ایک بستی میں رہیں مگر عذاب آتا ہے تو چُن چُن کر کافروں کو ہلاک کرتا ہے مومن کو نہیں چھوتا۔

ف۷ یعنی دیکھتے ہو کیسا بُرا اور گندہ کام ہے۔

ف۸ یعنی تم سمجھتے نہیں کہ اس بیحیائی کا انجام کیا ہونیوالا ہے، پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہو۔

ف۹ یعنی اپنے کو بڑا پاک وصاف بنانا چاہتے ہیں۔ پھر ہم ناپاکوں میں اُن کا کیا کام۔

ف۱۰ یعنی اُنہیں تباہ کرکے اِنہیں بچا لیا۔

ف۱۱ یعنی حضرت لُوط علیہ السلام کی بیوی جو اُن بدمعاشوں کی اعانت کرتی تھی وہ بھی ہلاک ہونیوالوں کے ساتھ ڈھیر ہو گئی۔

ف۱۲ یعنی آسمان سے پتھر برسائے اور شہر کا تختہ اُلٹ دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ مذکورہ بالا تین قصّوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے قصّہ میں فرمایا "ہم لائینگے لشکر جس کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہ ہی بات ہوئی رسُول میں اور مکّہ والوں میں۔ اور حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو جا پڑیں۔ اللہ نے اُن کو بچایا اور اِن کو غارت کیا۔ مکّہ کے لوگ بھی یہ ہی چاہ چکے لیکن نہ بن پڑا جس رات حضرتؐ نے ہجرت کی، کتنے کافر حضرتؐ کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر ماریں (کسی ایک کو خونبہا نہ دینا پڑے) حضرتؐ صاف بچ کر نکل گئے۔ اُن کو نہ سوجھا۔ اور قوم لُوطؑ نے چاہا کہ پیغمبر کو شہر سے نکال دیں، یہ ہی مکہ والے بھی چاہ چکے۔ اللہ نے آپ سے نکلنا بتایا کہ خود اپنے اختیار سے شہر چھوڑ کر نکل جاؤ۔ اور اُسی میں کام نکالا"۔

ف۱۳ قصص سے فارغ ہو کر آگے "ءٰٓاللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ" سے توحید کا بیان فرمانا ہے۔ یہ الفاظ بطور خطبہ کے تعلیم فرمائے جو بیان شروع کرنے سے قبل ہونا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھلا دی" (موضح) اور بعض مفسّرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو کمالات واحسانات اوپر بضمن قصص مذکور ہوئے ہیں اُن پر پیغمبر کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد وثنا کریں اور شکر بجا لائیں اور اُسکے مقبول بندوں پر جن میں سے بعضوں کا اوپر نام لیا گیا ہے سلام بھیجیں۔

ف۱۴ یہاں سے توحید کا وعظ شروع کیا گیا ہے یعنی قصص مذکورہ بالا سُن کر اور دلائل تکوینیہ وتنزیلیہ میں غور کرکے تم ہی بتلاؤ کہ ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ماننا بہتر اور نافع اور معقول ہے یا اُسکی خدائی میں اُس کی عاجز ترین مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔ یہ مسئلہ اب کچھ ایسا مشکل تو نہیں رہا جس کا فیصلہ کرنے میں کچھ دقّت ہو یا دیر لگے۔ تاہم مزید تذکیر وتنبیہ کی غرض سے آگے اللہ تعالیٰ کی بعض شئون وصفات بیان کی جاتی ہیں جو توحید پر دال ہیں۔